



اسلامی تحریکوں کی فہرست

۱۹۸۱ء تا ۱۹۸۲ء

یہ کتاب الحق و رفق کے اصول پر لکھی گئی ہے۔

# حضرت لاہوری فتنوں کے تعاقب

پروفیسر محمد رفیع الرحمن صاحب مدظلہ العالی

جنت مکیہ فاروقیہ دینی تحریک اہل سنت پاکستان

شائع کردہ

تحریک اہل سنت پاکستان ضلع جہلم پاکستان



۳۱	ہفت روزہ نظام الدین
۳۲	مذہب اہل السنہ و اہل اہل سنت
۳۳	امام ربانی مجدد الف ثانی کا ارشاد
۳۴	حضرت تاتاری زکا ارشاد
۳۵	حضرت عبداللہ بن علی بن ابی طالب کا ارشاد
۳۶	حضرت عبداللہ بن علی بن ابی طالب کا ارشاد
۳۷	حضرت عبداللہ بن علی بن ابی طالب کا ارشاد
۳۸	حضرت عبداللہ بن علی بن ابی طالب کا ارشاد
۳۹	حضرت عبداللہ بن علی بن ابی طالب کا ارشاد
۴۰	حضرت عبداللہ بن علی بن ابی طالب کا ارشاد
۴۱	حضرت عبداللہ بن علی بن ابی طالب کا ارشاد
۴۲	حضرت عبداللہ بن علی بن ابی طالب کا ارشاد
۴۳	حضرت عبداللہ بن علی بن ابی طالب کا ارشاد
۴۴	حضرت عبداللہ بن علی بن ابی طالب کا ارشاد
۴۵	حضرت عبداللہ بن علی بن ابی طالب کا ارشاد
۴۶	حضرت عبداللہ بن علی بن ابی طالب کا ارشاد
۴۷	حضرت عبداللہ بن علی بن ابی طالب کا ارشاد
۴۸	حضرت عبداللہ بن علی بن ابی طالب کا ارشاد
۴۹	حضرت عبداللہ بن علی بن ابی طالب کا ارشاد
۵۰	حضرت عبداللہ بن علی بن ابی طالب کا ارشاد
۵۱	حضرت عبداللہ بن علی بن ابی طالب کا ارشاد
۵۲	حضرت عبداللہ بن علی بن ابی طالب کا ارشاد
۵۳	حضرت عبداللہ بن علی بن ابی طالب کا ارشاد
۵۴	حضرت عبداللہ بن علی بن ابی طالب کا ارشاد

# عنواں است

صفحہ

- ۵۶ حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق مسمودی نظریہ -
- ۵۶ حضرت ابراہیم علیہ السلام - - -
- ۵۶ حضرت موسیٰ علیہ السلام - - -
- ۵۷ خلافت راشدہ اور حضرت امام علی
- ۵۸ حضرت نانو توئی اور عازرہ کی اصطلاح
- ۵۹ حضرت عاصی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور عازرہ
- ۶۰ حضرت نیکوئی گھوڑی کے ایشہاد
- ۶۰ حضرت شہد الدین بھٹائی کا اشارہ
- ۶۱ جماعت کا ایک قریب و غریب تازہ واقعہ
- ۶۵ سرور کائنات کا ارشاد اجمالی کلمہ خیر
- ۶۵ سرور کائنات کا ارشاد حضرت ابو بکر و عمر سے شروع فرما کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
- ۶۵ سرور کائنات کا ارشاد "میرے بعد ابو بکر و عمر کی جہت کی گئی"
- ۶۶ مسند مہاتر الشیخ اور حضرت امام احمدیہ
- ۶۷ حضرت شاہ قلی الشہ کا ارشاد "خلافت کے ارشاد کی مخالفت ایک عمل ہے اصول دین سے -"
- ۶۸ شیعہ عقیدہ امامت و ائمتہ علیہ السلام کی مخالفت کا اثر
- ۷۰ شیعہ عقیدہ امامت و ائمتہ علیہ السلام کی مخالفت کے نتائج
- ۷۱ اعلان حق پانچویں کی ضرورت
- ۷۱ بیان ائمہ کے ارشادات
- ۷۵ آیت اختلافات کی تفسیر
- ۷۶ مسمودی صاحب کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پر تحقیق و تفسیر کی طرف

## عنوانات

صفحہ

- ۷۸ سوددی حکم کی حضرت امیر معاویہ پر تنقید ۔
- ۷۹ حضور کا ارشاد کہ غلامت اور رخصت کا فساد آئیگا ۔
- ۸۰ بعض مشبہات کا ازالہ ۔
- ۸۱ نبی کریمؐ کے خلفائے راشدین کی اتباع کا حکم دیا ہے
- ۸۲ آیت انکلاف اور کثرت تکمیل (دقائق حکاکت راشدین)
- ۸۳ سوددی حکم کے تنقید کے ہم پر حضرت امیر معاویہ کو بدلت علامت بنایا ہے ۔
- ۸۵ حضرت عمرؓ و ابی بکرؓ رضی اللہ عنہما میں یا حضرت امیر معاویہ ۔
- ۸۵ پاکستان میں غلامیت کا اہل
- ۸۶ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کے متعلق عباسی نظریہ ۔
- ۹۳ ستر غلطی
- ۹۶ حضرت امینؓ کے متعلق عباسی نظریہ
- ۹۷ حضورؐ کی بی بیوں سے کہ آدمی شیخ و عیسیٰ کے متعلق ارشاد
- ۹۸ قہر اہل بیتؑ اور اکابر کے ارشادات
- ۹۹ حضرت امجدیؑ کا ارشاد
- ۹۹ حضرت مدنیؑ کا ارشاد ۔
- ۹۹ امام ربانیؑ محمد الباقیؑ کا ارشاد
- ۱۰۰ محمدؐ السلام حضرت سیدنا کا اسم باوقریٰ کا قرآن ۔
- ۱۰۱ ایک مشبہات
- ۱۰۱ آیت تفسیر و تفسیر علیؓ رضی اللہ عنہما کو ملے پت قرآن مجید پر مکتبہ
- ۱۰۳ تفسیر کے اثرات

صفحہ	موضوعات	صفحہ	موضوعات
۱۰۱	تجلیز مجلس تحفظ فلسطین	۱۰۱	مجلس تحفظ فلسطین
۱۰۲	مدح عہدہ اور جمعیت طائفت ہند	۱۰۲	حضرات اگاہ برترید کو فاسق قرار دینے کی
۱۰۳	حضرت امجدی کی شہادت	۱۰۳	حضرت امجدی
۱۰۴	تقسیم ہند اور جمعیت طائفت ہند	۱۰۴	حضرت امجد العتہ ثانی کا اہم بیان
۱۰۵	طوطی علی دہلوی کا اہم بیان	۱۰۵	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
۱۰۶	حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دہلوی	۱۰۶	کا اہم بیان
۱۰۷	حضرت علامہ شہر احمد راشدی کا اہم بیان	۱۰۷	عالم ابن عربیہ کا قول
۱۰۸	علامہ اقبال کے اشعار اور	۱۰۸	حضرت مولانا اشرف علی تھانوی
۱۰۹	اور حضرت مدنی	۱۰۹	کا اہم بیان
۱۱۰	حضرت مدنی کے دستخط پاکستان	۱۱۰	شیخ الاسلام حضرت مدنی کا فرمان
۱۱۱	کے لئے دعا کی	۱۱۱	امام اہل سنت حضرت مولانا
۱۱۲	حضرت امجدی اور پاکستان	۱۱۲	عزیز گنجوی کا اہم بیان
۱۱۳	جمعیت طائفت اسلام کی قیادت	۱۱۳	ہندو قسطنطین کی جنگجوئی
۱۱۴	برکات امجدی	۱۱۴	محمد امین نے قسطنطین علی شہادت
۱۱۵	ایک قطعہ اشعار کی مرمت	۱۱۵	تجزیہ کو طوائف قرار دیا ہے
۱۱۶	دعائی کی تحفہ خواجہ	۱۱۶	ایک خط فنی کا انداز
۱۱۷		۱۱۷	حضرت امجدی اور سیاسی تحریکات
۱۱۸		۱۱۸	جمعیت طائفت ہند اور حضرت امجدی
۱۱۹		۱۱۹	جمعیت طائفت ہند کی شرعی گراؤ اور



# عرض حال

حضرت مولانا حفصہ امیر الدین، اہل بیت کا عظیم سلطان  
حضرت مولانا محمدی شہر ریحہ اشرفی علیہ السلام، سابقہ اروج سکول، شائع  
ہو چکا ہے جس میں اس مقدمہ اہل سنت کا مضمون بھی بعنوان :-  
"حضرت مولانا قنوں کے تعاقب میں"

شائع ہوا ہے۔ چونکہ شیخ التفسیر لاہوری نے اپنی مبارک کتاب میں  
تقریباً ہر عصری فرقہ کا تعاقب کیا کہ کہیں حق اور مذہب اہل سنت  
و اہل سنت کے خلاف کافر کی فریبندہ لگا کر لے کی کوشش فرمائی ہے جس  
کی کچھ تفصیل اس مضمون میں مذکور ہے۔ اس لئے کتاب میں بھی اس کی  
اشاعت ضروری سمجھی گئی۔ اور اس عظیم عظیم فکر کی اشاعت کے بعد  
حضرت لاہوری کی ہی کے بعض ملائے کوششیں لے گئی ہیں اپنے مکتوب لکھا  
کہ مولانا کی تالیف مولانا حفصہ امیر الدین، اہل بیت کا عظیم سلطان

کے ساتھ کتابی صورت میں اس مضمون کو شائع کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ  
حضرت لاہوری اور دیگر اہل بیت کا اشاعت کی دلائل میں تمام کچھ اہل سنت  
فکر کے اہم مکتوب کا مجموعہ بنیاد آسان ہو جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی  
کو اپنے مذہب حق اہل سنت و اہل سنت کی تبلیغ و ہدایت اور نظام مکتوب  
انشاء کی دعوت و نفرت کی نفرت توفیق ملے فرمائیں۔ آمین۔

مولانا محمدی شہر ریحہ اشرفی علیہ السلام، سابقہ اروج سکول، شائع

صاحب مضمون چونکہ ایک جماعت کے بانی و سربراہ ہیں  
اس لئے ان کے عقائد میں کہیں کہیں جماعتی رنگ جھلکتا ہے۔  
ہم تعذبات دہی کے پیش نظر عقائد میں وہ منشاخ کر  
دیا ہے۔  
(ادارہ خدام الدین لاہور)



سر خدام الدین مولانا سعید الرحمن علوی نے اپنے مکتوب میں غلام  
اہل سنت کو تحریر کیا تھا کہ۔ ادارہ خدام الدین رمضان المبارک  
سنت ۱۴۰۱ میں حضرت امیر اہل سنت مولانا لاہوری قدس سرہ کی راہ میں ایک  
مضمون شایرزی فیہ شایع کرنے کا عزم کرتا ہے۔ اس مجلس میں آپ  
کی شمولیت سے انتہائی مشورہ ہوگی۔ مجھے پوری پوری امید ہے کہ  
آپ عزم جب تک اپنا مفصل اور پر از معصوات مقالہ ارسال فرما  
کر مشن کا موقع دیکھتے اور ہندو نے جو انی دینے میں اس کا دستاویز  
میں حق پرست کا وعدہ بھی کر لیا تھا ایسے متعدد مصروفیات اور غفلت  
کی وجہ سے بیکر جب کہ بھائے یکم رمضان تک بھی مضمون ارسال نہ کر  
سکا۔ بہت زیادہ تاخیر سے مضمون بھیج رہا ہوں اور وہ بھی اس مجلس  
کے تحت کہ حضرت لاہوری قدس سرہ کی اس راہگاہی دستاویز میں  
اس ناگوار کو بھی ایک گورہ سعادت نصیب ہو جائے۔ حضرت اعلیٰ





اور جو کو عیسیت مذہب کی سمجھا اور اپنے اپنے گمان کے موافق میری  
 ہمدردی میں کی مگر میرے دہد کی حقیقت کے طلب قرب الہی تھا کسی  
 نہ سمجھی میری حقیقت اندک آہ و نالہ ہی سے مفہوم ہو سکتی تھی مگر  
 چرک وہ اس قدر تھی ہے جب تنگدستی کو لائق حاصل نہ ہو اس کو نہیں کہ  
 سکتا بعض جو اس کا ہری اور نقل معاش اس کے انداک کے لئے  
 کافی نہیں اور ہی کو اس کے انداک کی قابلیت نہیں۔ خود سے مراد ہی  
 قابلیت انداک ہے الخ۔ عارفین کے بیان کردہ اصول کی یہ مشقی میں  
 توڑیں ہو یا نقص العزم الخ ناقص العمل جوئے کے حضرت لاہوری جیسی  
 عظیم شخصیت کے کلمات کا انداک نہیں کر سکتا۔ البتہ قوالا ینذرون  
 عمل لا یثرون مثله کے تحت انداک کوئی چیز مادی نہیں حاصل ہو سکتی  
 تو وہ مادی چیز ہی نہیں چاہیے، حصول سعادت کی امید پر حضرت  
 رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و کمالات پر کچھ لکھنے کی جرأت کر رہا ہوں  
 والله ولی المتواضعین و قلب المتواضعین والیہ اذنب۔

شیخ تفسیر حضرت مولانا رحیل

### جامع الشریعت و الطریقۃ

مذہب لاہوری و مکتبہ

ایک جامع شریعت و طریقت برنگ تھکے شرعی علوم کی بنا پر آپ کو  
 شیخ الکتاب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور کمالات طریقت کی وجہ  
 سے اہل حق آپ کو قطب زمانا سمیرہ کہتے ہیں۔ اور شریعت و طریقت  
 میں کوئی باہمی تضاد و اختلاف نہیں ہے لہذا اگر علوم میں مشہور ہو گیا

بلکہ شریعت ہی تمام ظاہری و باطنی کمالات کی اصل ہے کیونکہ شریعت  
 دستِ تعالیٰ کے اس کامل و جامع قانون و ضابطہ کو کہنے میں جو بذریعہ  
 وحی حضور دستِ تعالیٰ نے قائم فرمایا جس میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کو قیامت تک کی امت کی اصطلاح و ہدایت کے لئے مقرر کیا گیا ہے  
 اور جس کی پیروی کا احمل اور اگلی نمود نمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی سنت مبارکہ ہے۔ جس کی اطاعت کا خود اللہ جل شانہ نے اپنے بندوں  
 کو حکم دیا ہے اور اطاعت رسول کو اپنی ہی اطاعت قرار دیا ہے۔  
 مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ جس شخص نے رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی: تَنْذِيرًا لَكُمْ  
 لِقَابِئُونَهُ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَجْزِئَكُمْ اللَّهُ أَتُوبَ فَرَادِيكُمُ كَرَامًا  
 اللہ کی اجابت چاہتے ہو تو میری اتباع و پیروی کرو پھر اللہ تم سے اجابت  
 کرے گا تو جب قرآن مجید میں خود حق تعالیٰ نے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور تمہارے اتباع کو اپنی محبت کے  
 حصول کا واسطہ قرار دیا ہے۔ تو پھر کوئی مسلمان کیونکر شریعت و سنت کی  
 اتباع کو ایک رسول اور الٰہی حکم سمجھ سکتا ہے۔ عیب و سبب و جہالت و غیبت و  
 حضرت سید المرسلین علیہ السلام کی تعلیم و تہذیب و اصلاح حقیقہ  
 میں انہما الشریعۃ علیہما خلافت دینی میں حقیقت کو شریعت و  
 کہنے و حقیقت نہیں بلکہ بے درجی و انحار ہے اور خود غلط فہمی  
 حضرت مہدی علیہ السلام نے شریعت کی فکر سمجھانے کے لئے

اسلام پہلی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوبات بعد اولیٰ میں  
 سے مکتوبات کا سب سے پہلی مرتبہ پیش کیا ہے جو آپ کے مکتوبات میں  
 اور بعد کے تمام قرآن اور احادیث کا سرچشمہ ہے۔ علم اہل  
 خلاص۔ جب تک کہ قرآن کی تکمیل نہ ہو شریعت کا حق ۶۷ میں بتایا  
 اور جب شریعت کا حق ادا ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی جو  
 دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں سے اعلیٰ ہے۔ وَابْرِئُوا نَفْسًا  
طَيِّبَةً اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی چیز ہے، لہذا شریعت  
 مطہرہ دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں کی تکمیل ہے۔ حقیقت اور  
 حقیقت میں سے صوفیائے کرام مستاذ ہیں، وَنُورِ شَرِيعَتِ مُحَمَّدٍ کی فہم  
 میں۔ اللہ واولیٰ سے شریعت کے تیسرے جزو خلاص کی تکمیل ہوتی  
 ہے۔ اس لئے ان دونوں کو حاصل کرنے کا مقصد وسیع شریعت کی تکمیل  
 ہے۔ وَمُحَمَّدٌ رَاسُ الْاٰمِلِیْنَ اور علوم و معارف جو صوفیائے کرام کو ملنے  
 میں پیش آتے ہیں یہ تمام میں داخل نہیں ہیں۔ سَبَّحْ ان سب چیزوں  
 سے گزر کر مقام خدا تک پہنچا ہوا ہے جو ملکات ملک کی انتہا ہے  
 کیونکہ حقیقت اور حقیقت کی حریفیں ملے کرتے سے خلاص کے سوا اور  
 کوئی چیز مطلوب نہیں اور خلاص خدا کو مستحکم ہے تعلیمات سگان  
 اور مطالبات عارفانہ میں سے جزیروں کو گنہگار کسی ایک کو دولت نیک  
 اور مقام خدا تک پہنچانے میں۔ سَبَّحْ اہل کمال کے لوگ اہل دعوہ  
 کو تمام اہل کمال سے اور مشاہدات و تعلیمات کو مطالبہ سمجھنے میں

ایسے آدمی اپنے دہم و خیال کی قید میں پھنس کر کمالات شریعت سے محروم رہتے ہیں۔ لہذا (مسلم اور دیگر کفرانہ فرقہ) حضرت اہل بیتؑ کے لئے اپنے اس دماغ میں حضرت محمدؐ صاحب کے دستورات پر عمل کر کے مریکا اور سانگھیں کو سلوک و تصوف کا عقد سمجھا دیا ہے اور نفسانی اور شیطانی وساوس اور مکاروں کے تحفظ کا طریقہ بتا دیا ہے۔ کیونکہ سانگھیں اور ڈاکرین جب متنازل سلوک طے کرنے میں محنت کرتے ہیں تو بعض دفعہ انکو انور نظر آتے ہیں اور اشتیاء کا کثرت بھی ہو جاتا ہے تو ان کو مساکین اس کو تصوف کا کمال و عقد سمجھنے لگتا ہے اور انہی کثرت انور میں نہنگ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ قریب حق سے محروم رہتا ہے کیونکہ مقصود و محبوب دراصل ذات حق ہے۔ اور مخلوق کی طرف توجہ اور نہنگ نواہ وہ انور اور کثرت احوال قبول ہی ہوں توجہ الی الخیر جو کہنے کی وجہ سے بندے اور حق تعالیٰ کے مابین مہابیات میں جاتے ہیں۔ اور حقیقی صوفیہ نے اپنی تصانیف میں بسط سے ایسے امور پر کلام کیا ہے۔ چنانچہ حضرت مخدومی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:-

عجب نورانی عجب اللہابی ہے! شہد میں کیونکہ حب النور کی طرف مساکین متوجہ نہیں ہوتا اسی کو نور ملنے کرنا چاہتا ہے اور حب النور ہی کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اشتیاءات کر لے لگتا ہے جس کی وجہ سے عقل و اہل سے توجہ ہٹ جاتی ہے (ہذا) قصد انوار و کیفیات کی طرف توجہ کرنا چاہیے انور (شریعت و طریقت ص ۲۵۴)۔

## کشف و کرامات

حضرت امجدی رحمۃ اللہ علیہ کو حق تعالیٰ نے علم وحی کے ساتھ کشف و کرامت سے بھی شرف فرمایا تھا اور ہر قلب عالم یا کسی مصلحت کی وجہ سے حضرت اپنا کشف بھی یہاں فرمایا کرتے تھے۔ اور گواہی یہ بھی حضرت بہت اختیار فرماتے تھے اور اندازی کے طور پر بتاتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ جب سے فرمایا کہ ایک شخص کا غریب بیٹا فوت ہو گیا ہے جس کی وجہ سے وہ بہت پریشان ہے۔ اسی پریشانی میں وہ میرے پاس پہنچے بیٹے کا کانا دیا جسے کھانے کی محنت تو میں نے کیا کرتے تھے کہ بیٹے کو قبر میں خراب نہ رہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ (ابوالاعلیٰ امجدی) کا مستحق تھا۔ حضرت اپنی باطنی جیس کی تیزی کی بنا پر کھانے پینے کی چیزوں کا سوال اور دردم ہونا بھی بتایا کرتے تھے۔

حضرت امجدی نے ایک مرتبہ مشیخ الاسلام حضرت مولانا سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ فرستہ باطن کے متعلق فرمایا کہ حضرت کے سامنے اگر کسی ہندو کی تصویر اس حالت میں دکھی جائے کہ اس کے سنانوں کا لباس پہنا ہوا ہے تو حضرت نے یہاں پہلے کہ یہ ہندو ہے اور اس کے برعکس اگر کسی مسلمان کا لٹو تو ہندو لباس میں چوڑا کیا جائے تو آپ فرما دیں کہ یہ مسلمان ہے۔ لیکن یہ وجود اس کے حضرت امجدی کی تقریر اور کرامات سے جا بجا واضح ہوتا ہے کہ حضرت کشف کو دلیل ولایت نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ انکی تو کشف و کرامت باطنی امور میں تھیں جنہیں

فعلی کا استعمال ہوتا ہے اور مستعمل کا ابتداء کے یہ اس وقت ہوتا ہے کہ یہ  
 صادر ہوتا ہے جس اور جس بات میں کافر بھی شریک ہو جائے وہ اعتقاد  
 کے ہاں قبولیت کی دلیل نہیں بن سکتی اور خود حق تعالیٰ نے اپنے اولیاء  
 کی ہر صفتیں قرآن حکیم میں بیان فرمائی ہیں وہ ایمان و تقویٰ میں جتنا خوب  
 فرمایا: **الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ** یعنی اللہ کے قبول اور محبوب  
 بندے میں کہ اولیاء اللہ کہا گیا ہے وہ ہیں جو ایمان اور تقویٰ کے مرتب  
 ہوں۔ اگر ایمان و تقویٰ سے کوئی شخص محروم ہے تو وہ ہوا پر توڑا سکا  
 ہے اور پانی میں بھی چل سکتا ہے لیکن اللہ کا اولیاء نہیں ہو سکتا  
 چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کا کہنا ہے کہ: **مَوْلَايَ اَبْلَغُ كَيْفَ تَكُونُ**  
 کی عزت ہے۔ ہادی کے نظم میں شرط ہے کہ وہ متبع سنت ہیں۔ میں  
 کہتا ہوں کہ اگر ایک شخص ایمان لائے گا اور اللہ کے بندہ بن جائے  
 وہ بھی میرے جیسے نکال دئے گا اس کا سبک فدا و سنت ہے تو اس  
 کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا گناہ ہے۔ اس کی بیعت کرنا اور ہم سے اور اگر  
 جو ہمارے تو اس کا توڑنا زمین میں ہے ورنہ خود بھی جہنم میں جا سکتا اور  
 تمہیں بھی ساتھ لے جائیگا۔ اللہ کو ایک ہی راستہ محبوب ہے اور وہ ہے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا راستہ۔ بلا ضرر صلی اللہ علیہ وسلم  
 کا نہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی محبوب نہیں ہو سکتا۔

فدا و بیعت کے وہ گناہ

کہ ہر گز مغربی علماء و مسیحی

## تزکیہ و تصفیہ

تزکیہ ہم ہے، روحانی امراض سے پاک کر لینا کا  
اور تصفیہ کہتے ہیں، روحانی کمالات سے دل کو

مزیں کرنا۔ اگر کوئی شخص ایسا برحق سنت بھی ہے اور ذکر و مراقبہ میں  
بھی مشغول رہتا ہے لیکن اگر اس کا دل بامرض و معانیہ ہو و خدا  
اور حب مال اور غلبہ جاہ و فیرو سے پاک نہ ہو تو وہ مقبول بارگاہ  
نہیں ہو سکتا۔ اور سب سے خطرناک بیماری حب مال سے بھی زیادہ  
غلبہ جاہ کی ہے یعنی اپنے ذاتی دکار اور ذاتی فرائض کا مقصود و محبوب  
ہونا۔ اگر کسی پر کسی دل میں غلبہ جاہ کا مرض ہے تو وہ یہ سوچ سکتا  
ہے کہ لوگ اس سے ولی عہد بنائیں، وہاں تک کہ وہ اپنے ذات  
سے نکلے اور حق تعالیٰ کی رضا میں فنا ہو جائے، چنانچہ حضرت  
احمدی فرماتے ہیں کہ: امراض روحانی سے پہلے یہ شکل ہے۔ ان کو  
پکھنے گھسنے سے دنیا کے کامل کی صحبت کی ضرورت ہے۔ تربیت یافتہ  
ہیں رنگ پیدا ہو جاتا ہے جو کسی اشدوائے نے اس طعوس بیان  
کیا ہے۔

ذکر نہ، رنگ ہیزم نہ، خدمت مایہ و دم

ہر میر تقی کو ہر حقان پہ کد گشت مارا

یعنی انسان کو اپنے اندر کوئی غری نظر نہیں آتی، مگر تربیت نہ ہو تو  
انسان کو انسان نہیں سمجھتا: جس ذکر و خدمت غیم، اور مایہ و دم  
جس ذکر و مایہ و دم، اس فرائض میں کہ: اس قسم کے حضرات کو  
تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب و محبوب اور مقصود ہوتی ہے نہ



ریزی نہ اوروں کو نہ جانوروں کی صحبت میں بدعت جدید گناہ ہے  
 سے یہ رنگ پیدا ہو جاتا ہے کسی نے کہا ہے سہ  
 بے بیہ زبیرہ رنگ گھیرا

حضرت کے دو مرتبے | شیخ التفسیر حضرت علامہ سیدی قدس سرہ  
 کو ریزہ دار العلوم میں ماضی اور آگاہ

علمائے ریویہ سے استفادہ کی وجہ سے طبعی علمی کمالات نصیب  
 ہوئے اور آپ نے اپنی زندگی اللہ کے دین کی خدمت اور خدا کی  
 کلمہ وقت کو ہی اور اگر اکابر و بزرگ علمی کمالات کا بھی سرچشمہ تھے  
 لیکن حضرت لا ہوتی اس قدر باطن اور تزکیہ نفس اور تعلیمی قلب کے لئے  
 اپنے ذوق کے در مشہور و معانی بزرگوں سے وابستہ ہو گئے یعنی حضرت  
 مولانا علی قلی صاحب دہلوی (سندہ) اور حضرت مولانا غلام محمد صاحب  
 دہلوی (سہا و پیر) حضرت اچھا ناولہ و معانی مرتبوں کا تذکرہ ضرورتاً  
 فرمایا کرتے تھے چنانچہ مجلس ذکر میں مشغولہ میں فرماتے ہیں کہ۔

میرے بعد دہلوی میں میں اللہ کا نام پوچھنے سے سند ہوا تھا انہیں میرے اتنی  
 محبت تھی کہ کچھ حد نہیں تھی کہ کسی ایک حد پر بھی تقرر نہیں دیا جوتا ہی نہ  
 تھا۔ ان کی برکت سے اب اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دے رکھا ہے؟

حضرت نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ حضرت دہلوی اور حضرت دین پور علی کو دوا پانچ  
 دو کے قلب تھے اور میں ان کو ثابت کر سکتا ہوں۔ یہاں یہی غور کرنا ہے  
 کہ یہ دونوں بزرگ مولانا شیخ عریقت نہ تھے بلکہ انگریزوں کے خلاف شیخ الہند

مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی قادس سرور کی انقلابی پارٹی میں شامل  
 تھے۔ چنانچہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد امجد علی صاحب دہلوی نے اپنی کتاب نقش ہیات  
 مجدد دوم میں ان دونوں بزرگوں کا خصوصی تذکرہ فرمایا ہے چنانچہ  
 حضرت امجد علی صاحب دہلوی کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ: مولانا ابو اسریٰ محمد امجد  
 علی صاحب دہلوی مرحوم موضوع قرآن مجید علاؤ الدین تاج الدین دہلوی صاحب ہمایوں پور  
 کے باشندہ تھے اور حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی صاحب ہمایوں پور کے  
 غلیظ اہل تھے۔ ان احوال میں ان کی بہت شہرت تھی۔ بہت زیادہ لوگ  
 ان سے بیعت ہو کر مستفیض ہوئے۔ دین پر شریعت بھی اس طرح کی کہ  
 کامرانی کوئی تھا جس کے متعلق خود مولانا ابو اسریٰ صاحب دہلوی نے  
 آپ کے ساتھ اسے اور عدم مشن کے غیر تھے۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ  
 سے تعلق مولانا حمید اللہ صاحب دہلوی کے ذریعے پیدا ہوا اور  
 انہی کے ذریعے سے مشن کی تحریک میں شریک ہوئے الا اور حضرت مرحوم  
 کے متعلق حضرت دہلوی تحریر فرماتے ہیں کہ: مولانا امجد علی صاحب دہلوی  
 مرحوم موصوف موضوع عروت خلیع سکھر کے باشندہ اور حضرت سیال علی صاحب  
 دہلوی صاحب دہلوی مرحوم بھرپوری دہلوی کے دوست غلیظ تھے مولانا  
 حمید اللہ صاحب دہلوی ان سے بہت وابستہ تھے۔ موصوف  
 تھیں مولانا مفتی امجد علی صاحب دہلوی نے بہت گار خدایت جو شیخ بن گ تھے۔ ارحم و جواد  
 سکھڑی ان کا بہت جانا اور دوست تھا۔ بڑا دل بکلا فکری و علمی  
 ان کے متوسل اور دین ان احوال میں موجود ہیں۔ تحریک خلافت

میں بھی نہایت جوش و خروش ہے۔ آخر تک شریک ہے۔ اس کا مقام  
سندھ کے ان اصناف میں حضرت شیخ الہند کے مشن کا مرکز رہا۔

تصوف و سنی کے اصل مقصد سے ناواقف مالک

## کشفی فتنے

جب کتابوں میں اولیاء اللہ کے عکاسات و کمالات  
کے تذکرے پڑھتے یا سنتے ہیں تو ان کو بھی شوق و میل ہوتا ہے اور فکر و  
مراقبہ میں مدغم رہتے ہیں۔ حضرت مجدد کے مکتبے میں ان کو بھی کشفیات و غولیات  
نصیب ہو جاتیں۔ حالانکہ اس میں ہمیشہ نفس کا دخل ہوتا ہے اور  
غیر اللہ کو مطلوب بنانے کی وجہ سے اصل مقصد سے دور ہو جاتے  
ہیں۔ حصول کشف کے لئے یہ سنت و مجاہدہ کرنا مالک کی رہنمائی  
کے لئے بہت زیادہ مشکل ثابت ہوتا ہے اس لئے محققین بشرا فرماتے  
ہیں کہ ان مشکلات سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ

۱) شیخ مشائخ دیوبند حضرت حاجی مولانا صاحب مہاجر کی قدس سرہ  
جو اپنے وقت میں عشق و رقیقہ کے گویا کہ امام الادب تھے اپنی کتاب  
غیاث القلوب میں فرماتے ہیں کہ جو شخص سنت و رسول کا پاسند  
اور ہم جنس نہ ہو اس کی محبت میں شریک نہ ہو اگرچہ اس شخص سے  
گراحتیں اور مروتی عادات ظاہر ہوں اور وہ آسمانی پرکھی اُسے :

رب ہما ہما کہ مستقل فرماتے ہیں :۔ رضا یعنی اپنے نفس کی رضا نہ  
پھوٹے اور اللہ کی رضا مندی پر رضا مند ہوئے اور اس کے مال  
اعلام کا پابند ہو جائے جیسا کہ موت کے وقت ہو جاتا ہے :

اور یہی وہ بلند مقام و فاضلہ جو حضرات صواب کرم کو حضور رحمت للعالین  
صلی اللہ علیہ وسلم کے انور نبوت کے پر تو سے نصیب ہو ہوا تھا۔

(۲) **طلب اللہ شہاد حضرت مولانا مسیح احمد صاحب گنگوہیؒ فرماتے**  
**ہیں کہ :** عوام عین مہانتے ہیں کہ ولایت کشف و کرامت اور غلبت  
نظیں کا نام ہے۔ یہ قاطع ہے۔ ولایت مقبولیت اور اتباع کا نام ہے  
(تذکرۃ الرشیدیہ اول مسئلہ ۱)

(۳) **شیخ العرب و اجم حضرت مولانا سیّد عیسیٰ احمد علیؒ فرماتے**  
**ہیں :** مقصود اصل سلوک ہے (اَنْ تَعْبُدَ وَاللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ)  
ہے (ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ کی عبادت تو اس طرح کہے گویا کہ تو اسکو  
دیکھ رہا ہے)۔ یعنی سالک میں یہ لگتا ہے کہ وہ خدا کا عباد ہے یہ خدا  
ہے اور باعتبار نیابت کے، کما عزا سے اسکا حصول ہے۔

فرق دو وصل چ تو اسی بھانے دوست طلب  
کو حیف باشد از دیر او تست سنے

(مکتوبات مطبوعہ اسلام آباد جلد ۱ ص ۱۱۱)۔

(۴) **انور کیفیات، مکاشفات، عبادات و فیوض کے لئے لڑا لگے ہیں**  
**تو غیارت اُٹھتی رہا اطفال الطریقہ۔ یہ وسائل ہیں مقام نہیں**  
**(میں ص ۱)۔**

(۵) **حضرت قاضی شہار شہر کا پانی چنی نقشبندی مجددیؒ فرماتے ہیں :**  
**فرق ماست از لازم ولایت نیست۔ اچھے مردان اولیاد اللہ**

اندو مقرران بانگہ و طلق عادات ازینہا ظاہر شدہ۔۔۔۔۔ پس معلوم شد  
 کہ فیضیت بعض اولیاء بر بعض بکثرت خوارق نیست چه فضل عبادت  
 از کثرت ثواب است و خوارق از عطا است منافی ثواب نیست مگر  
 عبادت و قرب الہی (۱) ایشاد الطائیں مثلاً یعنی ولایت کے لئے  
 خرق عادت اگر مست کی طرح کا کوئی فعل ضروری و لازمی نہیں ہے  
 بعض مروجہا۔ اولیاء اکثر اندو مقرران بانگہ و طلق بھی ہیں جس سے کوئی  
 خرق عادت یعنی کراہت ظاہر نہیں ہوتی۔۔۔۔۔ پس معلوم ہوا کہ بعض  
 اولیاء کی بعض اولیاء پر فیضیت بوجہ کثرت خوارق کے نہیں ہے کیونکہ  
 ان پر ثواب کا دار و مدار نہیں ہے بلکہ انفعال بطور قلد لہا سے  
 میں سے ہیں ثواب کا مدار تو عبادت اور قرب الہی ہے :

یہاں رہنمائی ہے کہ خرق عادت اس فعل کو کہتے ہیں جو عام اسباب  
 کے خلاف شرعی کی نسبت سے پیدا ہو جے۔۔۔۔۔ اور اگر کوئی غیر خرق  
 وہ لیکن کہتے ہیں اللہ تعالیٰ بطور آسمانی کے ایسے افعال ظاہر فرمادیتے  
 ہیں جو نفسی اصطلاح میں مستند ہوتے ہیں۔ اس لئے ان باتوں کو اللہ  
 تعالیٰ کا فعل ہی پیدا ہونے کی دلیل نہیں قرار دیا جاسکتا۔

اب نیز حضرت کا مافی صاحب موصوف لہا کے ہیں : اکثر اولیاء ان  
 ولایت خود اعلیٰ ہذا نہ بدیگر میں چہ سہ (یعنی مثلاً) یعنی اکثر  
 اولیاء اللہ کو اپنی ولایت کی بھی خبر نہیں ہوتی۔ دوسروں کے متعلق وہ  
 کیا جانیں ؟

(۵) حضرت فہم انھم المرنی کا مطلب ہے وہ مرنے والے کثرت ذکر محبت پر  
مجاہد ہیں۔ انتقام کا نام جہت ہے۔ (فوائد الفوائد ص ۱۱)۔

(۶) اہم ہاں حضرت مجدد ملت ثانی تحریر فرماتے ہیں:۔ و صفائی کو کلام  
اہل فہم حاصل ہی شود کہ صفائے نفس سے نہ صلائے قلب سے نہ  
نفس غیر از صفات ہی از عیون بہر انفس است و اسات فی تلبید و کشف یعنی  
انہ امور ہی کہ در وقت صفائے نفس کہند و اہل فہم را دست میں دیا ستلج  
است کہ مقصود اس فراموشی و غیبت سے آں مجاہد است۔ (مکتوبات جلد

اول مکتوب نمبر ۲۶۶)۔ یعنی وہ صفائی جو کہند اور صفائی کو حاصل ہو  
جہاں ہے وہ نفس کی صفائی ہے نہ کہ قلب کی۔ اور نفس کی صفائی سے  
تو گری ہی ہی بڑھتی ہے اور غبار ہی حاصل ہوتا ہے۔ اور بعض فی الزکا  
کہند اور صفائی کو حاصل ہو جاتا ہے۔ یعنی صفائی میں کمال  
بڑھیل اور جہت، ہے کہ اس سے مقصود اس مجاہد کی فراموشی اور غیبت  
و غیبت ہے۔

ادب: نیز حضرت مجدد فرماتے ہیں:۔ اہل استعداد یا نیز احوال اذواق  
دست ہی دہد و کشف تو یہ و صفائے مشاعرہ و مراد اسود عالم بطور  
می آید۔ صفائے عینان و جوگیہ و بزم بند و بی معنی شریک اند و کتب  
جلد اول مکتوب نمبر ۱:۔ اہل استعداد کو بھی احوال و اذواق کا  
ہو ہاتھ میں اندر جہاں کی صفائے آئینوں میں ان کو صفائے مشاعرہ و مراد  
حاصل ہوتا ہے اور توجہ کا کشف ہی نصیب ہو جاتا ہے۔ عینان کے

عکس اور ہذا ستار کے ہر ایک سر پرچم میں اس میں شریک ہیں۔ یعنی جو  
 بھی اس قسم کے شکافتات حاصل ہو جاتے ہیں۔

(۱۰) حضرت سلطان اسطریف علی صاحب تھا نوی دہشت علیہ کا ارشاد ہے  
 کہ۔ عکس کی افواہ کی بھی نفی کرے کیونکہ وہ بھی مخلوق ہیں۔ اس میں مشغول  
 ہونا ایسا ہے جیسے مال وند میں۔ عجب نہ ہونے میں دونوں برابر ہونے  
 ملکوت کے۔ یہ افواہی عجاہات ناسوت کے کمالی عجاہات (مال وند و غیر)  
 سے زیادہ شدید ہیں۔ لکڑاقل مرشدی، یعنی حضرت حاجی احمد الشافعی  
 بہاجر مکی ہے۔ اگرچہ کے ساتھ ان افواہ کو لا جوائی اور ذات و صفات  
 حق (جو گویا تو حق کے ساتھ عقیدہ بھی لگتا)۔ اس مقام پر بہت لوگ  
 بہرہ ہونے (اشکاف ص ۱۰)

(۱۱) نیز فرماتے ہیں۔ تصوف مذکور کی کا نام ہے نہ شکافت کا نہ  
 واردات کا بلکہ اس کی حقیقت ہے اصلاح ظاہر و باطن میں خاصہ  
 اشکاف اصل کا سید قلبی ہے اور قیامت اس کی قرب و دُفعائے حق ہے۔  
 اور شکافتات کوئی مشکل کشف قبور وغیرہ تصوفات مسئلہ  
 سب اور حق کو اس سے نہیں۔ یہ اعتقاد ہے اس کا قریب ہو سکا  
 ہے چنانچہ کہہ گی اس میں شریک ہیں۔ (امداد الفتاویٰ جلد ۱ کتاب  
 الغرر والہام ص ۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ کشف قبور وغیرہ بھی دلیل ولایت  
 نہیں ہیں کیونکہ یہ محنت اور مجاہد سے یہ چیزیں حاصل ہو سکتی ہیں اور  
 کافروں کو بھی کشف قبور ہو جاتا ہے۔

(۸) طافت یا شہر حضرت مہدیؑ کا شاہ آسمانی شہید و حق شہر علیہ فرماتے ہیں  
اور اس کشف قبور کو نا واقف لوگ قریب اپنی کاسبیہ ہانکتے ہیں اور  
حقیقت میں یہ دوری کا موجب ہے (عمر اوسطی)

(۹) سلطان العارفین حضرت سلطان باہو صاحب تلمیذی و حق الشہر  
ارشاد فرماتے ہیں: ہر دور کے کشف القلوب اور کشف القبور حاصل  
ہوتا ہے مگر مجلس محمدی اور وصالی اشعار و مقام فنا فی اللہ سے دوری  
دہتی ہے۔ (دکھ ایسا بار ص ۸) اور حضرت سلطان باہو کی بعض کلمات  
میں چھک سہرہ سے کشف قبور اور کشف القلوب حاصل ہو جاتا ہے  
لیکن باہن کا نور جل جانا ہے: اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس کسی کو کشف  
قبور اور کشف القلوب حاصل ہوتا ہے اس کے باہن کا نور جل جانا ہے  
یہ کشف باہن محمدی اور وصالی مقام فنا فی اللہ دوری دہتی ہے۔ جبکہ  
اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل باہن کو بھی کشف قبور وغیرہ حاصل ہو  
جاتا ہے اور کشف قبور کوئی ایمانی کمال نہیں ہے اور نہ یہ اللہ تعالیٰ  
کے ہاں ولایت و مشیوایت کی دلیل ہے۔ لہذا ایسی چیزوں کو مقصود  
نہیں کرنا چاہیے۔ سالک ہندی کے لئے کشف قبور وغیرہ  
کے لئے محنت و ریاضت کرنا قریب حق سے دوری کا سبب بن جاتا ہے  
کیونکہ اس میں توجہ الی الخلق ہوتی ہے حالانکہ مقصد سلوک و تصوف  
کا توجہ الی اللہ ادا کی۔ خدا کا حصول ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ | بعض لوگ اس بات کا انکار کرتے ہیں



نگار اور اہل باطن کو بھی کشیدہ قرار دیا ہے۔ اور وہ اس غلط فہمی  
 میں مبتلا ہو رہا ہے جس کی موت کے بعد کے حالات کا فریب کو شکست ہو  
 ہو سکتی ہے؟ تو اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ مرنے کے بعد اور قیامت سے  
 پہلے کے جہان کو برزخ کہتے ہیں اور قبر کے احوال بھی عالم برزخ سے تعلق  
 رکھتے ہیں اور برزخ کا تعلق آخرت سے بھی ہے اور قبر کے بھی چنانچہ  
 حضرت محمد الف ثانی قدس سرہ اللہ فرماتے ہیں کہ: کہ سوال منقولہ  
 نکیر و منکر اور کافروں اور قبر نیز برحق است۔ قبر برزخ است  
 در میان دنیا و آخرت عذاب اور نیز یک وجہ مناسبت عذاب  
 و جہنمی وارد و القطار پذیر است و وجہ دیگر مناسبت عذاب آخرت کا  
 کوئی الحقیقت از مذاہبائے آخرت است! (مکتوبات امام ربانی جلد  
 اول کتاب جہنم)۔ قبر برزخ کا تعلق آخرت سے ہے اور آخرت کے  
 سوال کا برحق ہے۔ قبر برزخ (پہلو) ہے دنیا اور آخرت کے  
 درمیان۔ قبر کا عذاب بھی ایک وجہ سے دنیوی عذاب سے مناسبت رکھتا  
 ہے اور القطار پذیر ہے اور دوسری وجہ سے قبر کا عذاب آخرت کے  
 عذاب سے مناسبت رکھتا ہے جو کہ کوئی الحقیقت آخرت کے عذابوں میں  
 سے ہے (تو جب برزخ کا تعلق اس دنیا سے بھی ہے تو اس کے اہل  
 کا مشاہدہ ایک وجہ سے دنیا کے احوال کا مشاہدہ ہے اس لئے کافروں  
 کو بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اور اس حدیث سے تو ثابت ہے کہ قبر کا عذاب  
 جائز بھی دیکھ لیتے ہیں۔ لہذا اگر کافر اور اہل باطن فکر کے عذاب کا کیا

مہاجر کی وجہ سے مشکوٰۃ گریس قریب کوئی محل امر نہیں ہے خصوصاً کہ حضرت  
 مولانا احمد علی صاحب دہلوی قدس سرہ کے واقعات کشف کے کسی کو یہ  
 غلط فہمی نہ ہونی چاہیے کہ صرف یہ اصول دلیل ولایت ہے اور اہل حق  
 کے ساتھ انصاف میں یہ حضرت دہلوی کشف قبور وغیرہ کی وجہ سے ادبیہ  
 کا طعن میں شامد ہوتے ہیں۔ نہیں نہیں بلکہ حضرت دہلوی کے کمالات  
 ولایت اور انصاف ولایت دوسرے ہیں جو سنت و شریعت کی بنا  
 پر آپ کو حاصل ہوئے۔ اگر حضرت دہلوی کی مہارک زندگی میں کشف  
 کا باطل وجود بھی نہ ملتا تو آپ پھر بھی ادبیہ و شریعت میں شامد ہوتے۔ خود  
 حضرت اعلیٰ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ اللہ کے پاک ہم کی برکت  
 سے یہ درجہ کی آگاہی جس میں مٹل و حرام کی تیز پہچان ہوتی ہے۔ یہ  
 مقصود بالذات نہیں؟ (مجلس ذکر جلد دوم ص ۹۰)۔

رب! خدا تعالیٰ کا نواں نچا ہے جس کا قرآن کی سہا ہے۔ اللہ والے  
 فرماتے ہیں۔ أَطِيعُوا أَمْرَ اللَّهِ وَلَا تَعْصُوا أَمْرَ الْكَافِرِينَ (النساء ۵۹)  
 فتویٰ فکر امت و حق کرست و طلب کرو بلکہ استقامت طلب کرو کیونکہ  
 استقامت کرست سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مجلس میں شامل  
 ہونے کی برکت سے استقامت عطا فرمائے۔ آمین (مجلس ذکر جلد نہم ص ۱۰)  
 ۴۴۔ اپریل ۱۳۷۱ء۔

(ج ۱) استقامت کا درجہ کرست سے اس لئے بالاتر ہے کہ استقامت  
 صاحب استقامت کو دیدی جاتی ہے۔ کرست ولی کے اختیار میں

نہیں ہوتی۔ (محسنِ مکرملہ، ص ۱۸) آخر میں حضرت مولانا صاحبزادے کے حسب  
ذیل استاد پر اس موضوع کو ختم کیا جاتا ہے۔

بزرگوں کو جو کشت ہوتا ہے یہ ان کے اختیار میں نہیں بلکہ ہاں کے اختیار  
سے باہر ہے وہاں تک کہ انہیں کے اختیار میں بھی نہیں۔ دیکھو حضرت  
یعقوب علیہ السلام کو مدت تک حضرت یوسف علیہ السلام کی خبر نہ ہوئی  
بلکہ کشت اختیار ہی چیز نہیں تو یہ بھی ضروری نہیں کہ

بزرگوں کو ہر وقت کشت ہو ہی کرے (بلکہ حقیقت یہ ہے کہ کشت ہوتا  
کوئی بڑا کمال نہیں۔ بلکہ اگر کسی مجاہد اور پارسیت کرے تو اس کو کسی  
کشت ہونے کا ہے نیز ہونوں کو کسی کشت ہوتا ہے۔ میں نے خود ایک  
جنوز عورت کو دیکھا کہ اس کو کشت ہوتا تھا کہ بزرگوں کو بھی جنس  
ہوتا۔ لیکن جب اس کا تسہیل ہو تو مادہ کے ساتھ کشت بھی ہو گیا  
(اشرف المرقیۃ فی الشریعۃ والفقہۃ ص ۲۹۹)

علمی و اصلاحی خدمات | شیخ الغفر حضرت علامہ سید محمد  
علی کو علم و عمل کی جامعیت کا بر

عطا ہے وہ ہند کے فیضان سے نصیب ہوئی تھی۔ اتباع سنت میں  
آپ اسخِ القدم تھے۔ اور توحید کے غبار و آئینہ آپ کی زندگی میں نمایاں  
ہیں۔ آپ امر و المعروف اور نہی عن المنکر میں متوازن رہ گئے اور  
واقعہ میں کسی کوتاہی کی پروا نہیں کرتے تھے۔ شرکِ بدعت کی تادیب  
اور توحید و سنت کی ترویج کے لئے آپ کی زندگی وقف تھی اور بغضِ سلطان

تھی، ہم تک آپ اسی بلاستگیر پر ثابت قدم رہے ہیں۔

قرآن مجید کو ہم اپنی ہے جو ساری ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ حضرت کو نصیر قرآن کا خاص شغف نصیب

## درس قرآن

تھا کہ سرکاری نظام حکومت نے آپ کو بطور مسدود اپنی سے لاہور لکر لائے  
کر دیا تھا لیکن آپ کے یہی نظریہ کی حالت خداوندی کی صحبت پہ گئی۔

اور تقریباً پانچ سال آپ نے یہاں درس قرآن کا سلسلہ جاری رکھا  
جس سے ہر طبقہ کے مسلمانوں نے استفادہ کیا۔ ہزاروں کی استفادہ کی اور

اصلی صلح ہو گئی۔ علاوہ ازیں خالص تحصیل طلبہ کے لئے آپ نے  
درس قرآن کا خصوصی سلسلہ جاری فرمایا تھا جس میں علوم و حکمت کا

بیان ہوتا تھا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ قرآن اور اس کے حواشی  
بھی آپ کی قرآنی بصیرت کی انگلی تھی۔ چنانچہ دارالعلوم دیوبند کے

مہاتمہ علامہ محمد تھیں مولانا علامہ سید محمد اور مثلاً صاحب کشمیری  
قدس سرہ نے حضرت مجددی کے ترجمہ و حواشی کے متعلق اپنی تقریر میں

تقریباً فرمایا ہے کہ اب جو لکھنا کا انداز ہے اور تقریر و تقریر کا  
نیا طریقہ مقام۔ مقام قرآن کریم کی خدمت مناسب ضرورت وقت

شروع ہوئی۔ جناب مستطاب مولانا احمد علی صاحب لاہوری و امر قلہ  
کی خدمت لکھنؤ کی جو عاجز تھے مشرقی دیکھی۔ یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ

ماضی و مستقبل میں کسی فکر یا فکر ہے مگر یہ کہتے ہیں انہیں کہ حق تعالیٰ  
نے ایک بہت بڑی خدمت جناب محمد ابراہیم علیہ السلام اب قسار العزیز

عوام و خواص دونو طبقوں کی تفسیر سے اپنی تسلی کر سکیں گے۔ اور ترجمہ پڑھانے والے حضرات بہت سی شکوت سے رہ رہ رہا چکے، اور ۱۲۰۰ روپے تک شکایتیں۔

شیخ العرب و الجسم حضرت مولانا امین الدین احمد علی قدس سرہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:۔۔۔ سب سے عظیم نشان معجز و جناب سرور کائنات حضرت قائم و نبیاد مسیح المرسلین علیہ الفضل العظمیٰ و السلام کا اس سب سے بڑا نشان اپنے بندوں پر حضرت سید الطہریں علیہ السلام کا یہ ذکر ان عظیم نشان ہے جو کہ تمام کتب اور محقق سابقہ کا ہمیں اور قبل انبیاء و مرسلین کے علوم کا جامع ہے جس شخص کو اس میں سے کوئی بھی حصہ ملا وہ اس کیلئے حقد و المراد انتخابی خواص قسمتی کا سامان ہے۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب دو فلقہ اللہ علیہ رحمۃ و توفیقہ فرماتے ہیں کہ:۔۔۔ لعل المرادات المرصیۃ و سرفادہ امین:۔۔۔ جو عنایات ازلیہ کی فکر انتخاب نے ازل ہی سے چلی کر اس عظیم نشان کے لئے سبق یا نقش کر دیا تھا جن کی وجہ سے وہ جملہ کائنات یا انجیل شلال عرصہ ساز سے اس پرستان میں بار آور ہو رہی ہیں۔۔۔ وذلک فضل اللہ العظیم من یشاہ۔۔۔ میں نے مولانا موصوف کی یہ تحریر بار بار پڑھی آیات قرآنیہ و بیانات معانی قرآنیہ مختلف مقامات سے دیکھی۔ بحمد اللہ نہایت مفید اور کارآمد تحریر پائی۔ وپس آپ اور محمود و غفرلہ علیہما السلام کا لکھنا اس طرح اس میں بھر دیا گیا ہے کہ عوام و خواص دونو کو بہت

زیادہ آسانی کے ساتھ قدم گرےں مایہ نچھڑا سکیں گے، میری فکر سے  
 کوئی مضمون ایسا نہیں گزرا جو کہ مستحکم اپنی سست و الجماعت کے خلاف  
 جو یا اس پر گرفت ہو سکتے۔ یہ کہ کوئی امید ہے کہ اگر لوگ اس عجیب  
 غریب نظریہ کو غور و ملحوظ کے ساتھ مطالعہ فرمائیں گے تو کتاب خدا کو بچنے  
 کا بہت بڑا زمین اور کردہ بنگا ملے گا۔ (۴۱) چارویں جدول (ملاحظہ ہو)

## مجموعہ رسائل کی اشاعت

حضرت اعلیٰ لاہوری مدظلہ العالی  
 نے متعدد مضمونات پر حسب

غرض چند چھوٹے چھوٹے رسائل تصنیف فرمائے ہیں جو انجمن خدامِ حق میں قائم  
 کی طرف سے ایک ہی جلد میں اکٹھے شائع ہونے کے لیے ہیں۔ اور بلا سبب اللہ  
 مجموعہ رسائل انکسوں کی تعداد میں شائع ہونے لگی۔ اس مجموعہ میں حسب  
 ذیل ۴۴ رسائل شامل ہیں۔

- (۱) تذکرۃ اوسوم ہوسلہ (۲) حروف الفز میر (۳) اسلام میں نکاح و بیگانگی
- (۴) احکام شہد براءت (۵) ضرورت القرآن (۶) اصلی حقیقت (۷) (۸)
- فلق میری (۹) مستون و علیٹ (۱۰) خلافت اسلام (۱۱) احکام وراثت
- برائے مذہب (۱۲) توحید مقبول (۱۳) فوٹو کا شرعی فیصلہ (۱۴) پیغمبر
- (۱۵) محمد سید عالم (۱۶) مستند معراج انبی (۱۷) فلسفہ عید قربان
- (۱۸) اسلام پر چند غلط فہمیاں (۱۹) شرح احادیث و احادیث فلسفی (۲۰) فلسفہ نماز
- (۲۱) فلسفہ دعا (۲۲) اسلام کا فوجی نظام (۲۳) ہمیشگی اور دوزخ کی
- پیمانی (۲۴) خدا کی نیکیاں بندیاں (۲۵) مسدود صورت کے لواحقین (۲۶)

پیر و مرث کے فرق (۲۶) اگر سب سے صدر احادیث (۲۷) فلسفہ کو قائل (۲۸)  
اسلام اور ہستی (۲۹) علمائے اسلام اور علماء مشرقی و مغربی (۳۰)  
(۳۱) خدا کی مرضی (۳۲) نعمات و عین کا پیرا گرم (۳۳) ہر شخص کا  
(۳۴) مسلمانوں کو مرنے سے نفرت کے اسباب۔

علاوہ ان سب ذیل پانچ سو آیتوں کی تفسیر علیہ و سائلین  
کی گئی ہے۔ سورۃ الفلق سورۃ العصر سورۃ القدر سورۃ النور  
اور سورۃ النہل (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ النہل)۔

مذہب سائل کا جواب ہے کہ ایک نظر ڈالنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت  
امام محمدؑ کی نگاہ سے مسلمانوں کی اصلاح کے ہر پہلو پر غلّ اور غائبانہ کوئی نظر  
اور اجتماعی یہ اسناد باقی نہیں رہا جس پر حضرت نے کلمہ اعلیٰ اور  
اس سے جہاں حضرت شیخ التفسیر کی وسیع علمی نگاہ کا ثبوت ملتا ہے  
وہاں یہ حقیقت بھی نمایاں ہوتی ہے کہ حضرت نے جن سو مسلمانوں کی  
علمی، اخلاقی اور اجتماعی اصلاح کے لئے کمر باندھا ہے، انہوں نے  
کام کیا ہے، بلا سبب اس بات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ حضرت کی دینی  
نگاہ ایک سلسلہ تھا جو علمی، اخلاقی، اجتماعی و امتدادی کا ایک عقیدہ تھا  
آپ ان عقیدہ شیعہ میں سے ایک تھے جو کسی بھی پیدا ہوئی ہیں، اللہ  
فضل اللہ علیہ و آلہ و سلم

حضرت شیخ امجدی نے ان سبب  
کی اصلاحی اور علمی صلاح و تربیت

ہفت روزہ محمد الدین

کے لئے ہفت روزہ خدام الدین ہادی قزوینی تھا۔ اس میں خطبہ جہاد کا  
توجہ اور محنت سے خود تحریر فرماتے تھے۔ بعد اس کا ہر پڑھنے والا  
مطالعہ کر کے شائع فرمایا کرتے تھے۔ اسی ادارہ نے حضرت کی برکت سے  
یہ ہفت روزہ خدام الدین اتنا مقبول ہوا کہ دعوت پاکستان بکھیرا  
پاکستان دوست مسلمان ملکوں میں بھی یہ اشاعت پذیر ہوا۔ اور حضرت کے  
لغات و عبارتوں میں ہفت روزہ خدام الدین سب سے زیادہ کثیر اشاعت  
تھا۔ اور حضرت کے علوم اور اہمیت کی حد یہ ہے کہ ولایت کے چند دن  
پہلے بھگت کی خدمت میں جعفری کی توفیق ملی۔ اس وقت آپ  
کا زمانہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت نے خود ہی یہ بیان فرمایا تھا کہ اس  
خدام الدین انگلیش میں لکھی جاتا ہے اور وہاں کے بعض اصحاب نے  
وہاں خدام الدین شائع کر نیکی اجازت طلب کی ہے لیکن میں نے ان  
کو اس کی اجازت نہیں دی کیونکہ انہی علوم کم ہے ان میں چاہتا ہوں  
کہ علوم سے اس سال کی اشاعت کی جائے۔

یہ ہے حضرت لاہوری کے کالموں میں اخبار کا ایک نمونہ۔ علاوہ کتاب  
رسائل شائع کرنے دہوں کی نظر مولا اس پر ہوتی ہے کہ ان کی زیادہ سے  
زیادہ اشاعت ہو جائے۔ لیکن حضرت ولایت لاہوری کے پیش نظر  
مضامین اشاعت بلکہ انصاف اشاعت تھی جس کے بغیر کوئی چیز منصفانہ  
مقبول نہیں ہو سکتی۔



## غریب علی سنت و الجماعت

اسلام کے نام پر امت مسلمہ کے  
اند بگٹنے فرقے آپس میں اصول

اور بنیادی اعتکات رکھتے ہیں جن میں صرف ایک ہی فرقہ (اگر وہ) جتنی  
ہر ممکن ہے جس کا احتیازی نام اہل سنت و الجماعت ہے۔ اور اہل سنت  
و الجماعت کا لفظ نابیہ ہونا خود رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے اس  
سجرا نامہ شریف سے ثابت ہے کہ حضرت کا ہماری تقدیس سونے کی اپنے  
خطبہ جمعہ سورۃ الفرقہ میں نقل فرمایا ہے یعنی ۔ تَقَاتُوا  
أَمْتِي عَلَى تِلْكَ وَسَبْعِينَ مِلَّةً عَلَيَّمْ فِي التَّارِ الْآبِلَةِ وَاحِدًا  
قَالُوا مَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا أَمَّا عَلِيٍّ وَ أَصْحَابِي وَ بَنِي  
الْوَسَلِيِّ

ترجمہ :- اور میری امت بہتر فرقوں میں بنے گی سوائے ایک فرقہ کے ہائی  
سب دنیا میں جائینگے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کونسا فرقہ  
ہوگا ؟ آپ نے فرمایا : جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ ہیں !  
یہ حدیث با ترجمہ لکھنے کے بعد ہمنواں اپنے علماء اور خطباء کو  
مطالعہ تحریر فرمائے ہیں !

برادرانِ اسلام ! آپ نے ارشاد نبوی سنیں کیا کہ آپ کی امت میں  
یعنی مسلمان کلمہ کے والے اور کلمہ پڑھنے والے فرقوں میں سے بہتر فرقہ  
دنیا میں جائینگے اور فقط حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے  
صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طریقہ پر چلنے والا فرقہ

بہشت میں جائیگا۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ غلطی کے کلام اور اچھے سچے  
 جملہ کے غلطیوں سے بچا کر رہیں کہ حضرت حمزہؓ آپؐ ہمیں سکھاتے  
 ہیں اور اپنے مخالفین کو کافر قرار دیتے ہیں کیا یہ وہی دین ہے جو  
 آج کے ۱۳۰۰ سال پہلے عربی شریعتیں سے پلا تھا؟

(۱۲) تحفہ معراج النبی ص ۱۰ پر بعضوں نے اہل سنت والجماعت کی حضرت  
 لاہوری کی گفتگو سے کہا کہ اہل سنت والجماعت حقیقت میں مسلمانوں  
 کے اس مقدس گروہ کا نام ہے جس کے اندر اسلام حقیقی (حسب کلام)  
 فرقہ ناجیہ کی راہ میں کسی میں پہنچنا ہے یہی جملہ ہو اور نہ کوئی حصہ  
 ایمان است سے پاک ہو۔

(۱۳) قرطبہ، برہان مسلم۔ اہل سنت والجماعت کا لقب تھا  
 کہ یہ سب کا مطلب یہ ہے کہ ہم شیخ المذنبین قائم نہیں بلکہ  
 و اسلام کی سنت (یعنی طریقہ) کے پابند ہیں اور ہم اسی جماعت کے  
 خلف (یعنی قائم مقام) ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے  
 زمانے میں بنائی تھی جنہیں صحابہ کرامؓ کہا جاتا ہے۔ اختلافات جو بعد  
 انہوں نے (۱۴)۔

اسلام نہانی کا ارشاد  
 ۳۰ فرقوں والی پیشگوئی کی تشریح کرتے  
 ہونے کے فوٹو ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے اصحاب کی پیروی کو لازم پکڑنے والے اہل سنت والجماعت

ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائیں۔

پس اہل سنت ہی

تجارتے پانچویں فرقہ میں کیونکہ صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ  
 ظنی کہتے ہیں وہ ان کی پیروی سے معلوم ہیں اور اصحاب کبار پر ظنی کہتے  
 ہیں۔ مگر یہ فرقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ظنی کرتا ہے جس نے اصحاب کبار  
 کی حرمت ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لایا تو۔

مکتوبات مجلہ الف شمالی جلد اول ص ۱۸

(۲) چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا استغناء و اتنا علیہ کے ساتھ  
 و اصحاب کبار کے ساتھ سے تمام صحابہ کرام کو نہ صرف جنتی بلکہ ان کے طریقہ  
 کی پیروی کو جنتی ہونے کی ضمانت قرار دیا ہے اس لئے جو فرقے ایسی  
 و انھیں اور خارجی و غیرہ کے صحابہ کرام کو برحق اور جنتی نہیں قرار دیتے  
 وہ اہل سنت و جماعت کے خلاف ہیں اور ان جتنی بھی فرقوں میں  
 شامل ہیں جن کی غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ اسی لئے  
 اسلام بہ ان حضرت مجتہد الف شمالی رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت و الجماعت  
 ہونے کی شرط یہ قرار دیتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام کو ماننے کے ساتھ  
 حضرت عائشہ یعنی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کو تمام صحابہ  
 سے افضل مانا جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامادوں حضرت  
 عثمان اور حضرت علیؓ سے محبت رکھیں۔ پتا چلا کہ جس کے وہ انھیں  
 انہیں و معہذا الحسنین الزین علیہ السلام اہل سنت و الجماعت است



۱۰. بطلان ذریعہ شیوہ پر مبنی است (ایضاً ص ۶۰).

۱۳) بلکہ اکثریات کلام اللہ عقائد و احکام و اصول و فروع مذہب شیعہ کو نہ مانتی ہیں اور مذہب اہل سنت کی حقیقت اور عقائدت پر متنازع ہیں۔ (۱) (صفحہ ۷۷)

بطور نمونہ چند نے بعض اکابر اسلام کلام شادات اہل سنت کی حقیقت اور حقیقت کے ثبوت میں پیش کرائے ہیں اور علماء کے حق میں ہمیشہ اہل سنت والجماعت کے عقائد پر ہی تبلیغ و اشاعت فرمائی ہے۔ یہ کہ اسلام حقیقی وہی ہے جو بعض علماء ائمہ میں صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت جامعہ اور حضور کی جماعت مقدسہ (مختارہ کرام) کے مابعد کی سنت کو مانا جوا ہے۔ اسی لئے سنت اور صحابہ کو ماننے والے ہی صحیح اہل اسلام ہو سکتے ہیں اور اہل سنت والجماعت کی یہ اصطلاح نہ صرف یہ کہ عارفانہ علیہ و اصحابی اور دیگر آیات و احادیث سے، خود ہے بلکہ انہی الفاظ کے ساتھ ہر مسند حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ چنانچہ سورۃ آل عمران کی آیت **يَوْمَ تَكُونُ الْكُفْرَةُ وَالشُّكُورَةُ وَالْجَنَّةُ** کے ترجمہ تفسیر میں اکثر یہ ہے **يَوْمَ تَكُونُ الْكُفْرَةُ وَالشُّكُورَةُ وَالْجَنَّةُ** یعنی کفر، شکرت اور جہنم کا دن۔

(۲) تفسیر مظہری میں حضرت فاضل شہداء صاحبؒ پالی تہی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ انہ قرأ هذه الآية قال تبيض وجوه اهل الجنة وتسود وجوه اهل البعدۃ۔ حضرت سعید بن جبیر حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ اہل سنت کے چہرے سفید اور مشرکوں کے اور اہل بدعت کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

(۳) تفسیر روشد میں بھی علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے جس میں اہل سنت والجماعت کے احکام

آپ نے۔ (۴) بلکہ تفسیر روشد کی ایک سری روایت میں تو خود نبی کریم ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اہل سنت کے الفاظ ثابت ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے: سواء علیہ وسلم فی قوله تعالیٰ یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ قال تبیض وجوہ اهل السنة وتسود وجوہ اهل البدع۔ (حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ کے تحت فرمایا کہ اہل سنت کے چہرے قیامت کے دن روشنی ہوں گے اور اہل بدعت کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

ابن تاریخ قال بنی غیر بلد چہارم مطبوعہ بیروت ملاً میں ہے کہ حضرت

امام حسین رضی اللہ عنہ نے یہودی کربلا میں پہنچے تھا انہیں اس کے خطاب کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ :-

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لی ولا تخفی اتھا سید ؟  
 شباب اهل الجنة وقرأ عقیبہ من السورة (تحقیق رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر اور سورت بھائی (طہ) تمام سنائی کہ فرمایا  
 تم اگر تیرے بھائی جنت کے کھجوروں کے سوا ہو اور اہل جنت کی آنکھوں  
 کی ٹھٹھک ہو :-

۱۷) شیعہ مذہب کی مستند کتاب (تہذیب طبری) میں روایت ہے کہ  
 حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ میں خطبہ پڑھے کہ آگے تو ایک شخص نے یہ  
 کہہ کر پھرت کیا کہ اہل جنت اور اہل بدعت کون ہیں تو آپ نے  
 فرمایا :- ولما اهل السنة فالسنة کون بها سنة الله ورسوله

وان قلوا واما اهل البدعة فاللعن الفنون لامر الله و  
 کتابہ ورسوله العالمون برأیہم واهواءہم وان كانوا  
 اور اہل سنت وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فکر

فرمودہ طریقے کو ملحوظ رکھ کر چلنے والے ہیں اگرچہ وہ تھوڑے ہیں  
 اور اہل بدعت وہ ہیں جو اللہ اور اس کی کتاب اور اس کے رسول کے  
 حکم کے مخالفت میں اپنی رائے اور اپنی خواہشات پر عمل کرنے والے ہیں  
 اگرچہ وہ زیادہ ہیں۔ ان کو ایسا ہے کہ ثابت ہوا کہ اہل حق کہنے  
 اہل سنت و الجماعت کی اصطلاح دو دو رسالت اور قدر متجاہ کلام

میں معروف تھی ورنہ مشیہ مذہب کی کتاب میں اہل حق کیلئے عظمت علی  
الرحمن کی زبان سے اہل سنت کی اصطلاح منقول نہ ہوتی۔

چونکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد  
عظمت صحابہ | ساتھ اہل علم و اصحاب میں اپنی سنت کی پڑی  
کے ساتھ اپنے اصحاب کے طریقہ کی پیروی کو بھی اہل سنت کی نشانی  
قرار دیا ہے اس لئے علمائے حق اور انکار اہل سنت ہمیشہ اصحاب  
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعی عظمت کی تبلیغ و تعظیم اور اس  
کی حفاظت و نصرت کا فریضہ سر انجام دیتے رہے ہیں اور اسی بنا پر  
وہ منکرین و مخالفین صحابہ کی تردید کرتے چلے آئے ہیں۔ اور انکار  
سلف حضرت اہل بیحدی قدس سرہ نے بھی دو ستر اختلافیات  
کی طرح عظمت صحابہ کے شرعی مقام کی تبلیغ و حفاظت پائی ہے چنانچہ  
جولو خود حضرت کے خلاف دست بدار ہیں۔

۱۱) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اللہ تعالیٰ استقامت کی دولت  
سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کی برکت  
سے دھیں طور پر حاصل تھی جس طرح یہ نفوس قدس اہل زبان و  
کی حیثیت سے تو اہل معرفت و علم سے بے نیاز تھے اسی طرح ان حضرات  
کو کتاب و مسائل کے لئے اپنے اختلاف کی طرح باطنی اشتغال و  
عبادت کی بھی حاجت نہ تھی کیونکہ جو حالت آج صوفی پروردگار و مشغول  
سے طاری ہوتی ہے۔ اصحاب اختیار پر وہی کیفیت تھا اس سے



بھی کہیں اعلیٰ درجہ اور عاقبت کے پیکر عظیم نبیہ العرب والجم علیہ  
 الصلوٰۃ والسلام کے شرف صحبت سے ان خود حاصل ہوئی تھی۔  
 سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیمِ ترکہ  
 و دعوہ کے تمام مقرر تھے۔ جس خود کی صحبت میں صحابہ کرام کے سچے  
 نور علم سے نور ہو گئے تھے۔ ان پر ترکہ نفس کا سیاہ رنگ چراغِ حق  
 کو ان کا سینہ صاف کر دیا۔ بعض۔ عبادِ مطلق۔ نہ چھستی۔ نور پسندی  
 کی کسوٹیوں سے بالکل پاک ہو جانا تھا (۱) (رسالہ پیر و مرید کے لڑائی  
 ص ۱۶)۔

(۲) فرمایا۔ بروایتِ اسلام : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت  
 (صحابہ کرام) کو بارگاہِ اہلبی سے کامیابی کے دو گھنٹے ملے ہیں جو ایک گھنٹہ  
 تیس ہزار نو سو نو آدمی بطہروں میں سے کسی کی امت کو نصیب  
 نہیں ہوئے۔ حاصل یہ تھا کہ تمام صحابہ کرام کے حاصل  
 اور کچھ اور کھڑے سلطان ہونے کی گزری امید میں شہادت پائی تھی  
 جسے خطباتِ جمعہ ختمِ اسلام اسی خطبہ میں بعنوان "عبادِ نبوت  
 سے تمام صحابہ کو رکھنے پر تھا" یہ حدیث اٹھلی ہے۔۔

ماہرین سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے  
 ہیں آپ نے فرمایا۔ اس سلطان کو آگ نہیں پھونکے گی جس کے گچے  
 دیکھا یا اس شخص کو دیکھا جس نے گچہ دیکھا :

دوسرا (تذ) نسخ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: میری ہاست میں میرے صحابہ کی مثال کھانے میں لگا  
کی گئی ہے۔ لنگ کے سوا کھانے کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ جس نے  
فرمایا: ہمارا لنگ تو بڑا گلیا پھر ہادی کیسے اصلاح ہو؟

تیسرا (مطلب ۱)۔ اسی طرح سے ہاست سے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو  
کمال دیتے ہیں، تب کہو تم ان میں سے (بڑے پر ہمت ہو) اور کہو  
جو تھے (تعب) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھما ابی بکر  
یا تھما اقتد بھما اھتد یھما (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
میرے صحابہ ہستیاں کی مانند ہیں پھر تم نے جس کی بھی تابعداری کی  
تم نے ہدایت پائی۔

ماصل ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سب سے اللہ تعالیٰ  
اور اس کے رسول کے درمیان میں یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی خصوصیات میں سے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا  
یہ نعمت بھی کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوئی: (ایضا خطبہ جمعہ مسند  
مسلم ۱)۔

۳۳) رضوان دیارِ رحمت سے تمام صحابہ کرام کے اظہار کا حکم  
عزیر فرمایا کہ: عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ: رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: میرے صحابہ کے معاملہ میں اللہ  
سے ڈرو۔ پیغمبر بعد ان کو نشانہ نہ بناؤ (یعنی ان پر لگے چھٹی لکڑی)

پس جو شخص ان سے محبت کریگا تو میری محبت کے باعث ان سے محبت کریگا اور جو شخص ان سے بغض رکھیگا تو وہ بھی میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھیگا۔ اور جس شخص نے انہیں تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی اور جس شخص نے اللہ کو تکلیف پہنچائی میں قرینہ کر اٹھا اور کچھ بڑا گناہگار

عاصی و جہل کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر صحابی کا احقر ام لازمی جز ہے اور کسی پر بھی شکستہ نہیں کرئیجے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ہو جائیگا اور میں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیگا اور (حق پرست علماء کی حدود و دیت سے ناراضگی کے اسباب ہیں)۔

(۴) فرمایا:۔ انہاں بٹلے

صحابہ کرام کا معیار حق ہونا | کا لقب اور دوست اور دشمن

ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احادیث اور اس کے بعد ہر صحابہ کرام معیار میں۔۔۔۔۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔۔۔۔۔ میری اسے تین فرقوں میں تقسیم ہو گئے ہیں میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا اور باقی سب دوزخ میں جائیگے صحابہ نے پہچانے۔ یا رسول اللہ جنتی فرقہ کونسا ہوگا؟ آپ نے فرمایا وہ فرقہ جس میں میں ہوں اور میرے اصحاب (جسے اگر حق نہیں دیتا)۔

سورہ ۴۲ ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم

وہ فرمایا۔ فرماں ماری تعالیٰ ہے اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے  
بعد اس کے کہ اس پر سیدھا ہاتھ لگے گی اور سب مسلمانوں کے دست  
کے غلام بنے تو ہم اُسے اسی طرف ہدایت کریں گے کہ وہ وہ خود پھر گید ہے اور  
اُسے دوزخ میں ڈالیں گے اور بہت بُرا ٹھکانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول کی

کی امت میں صحابہ کرام کے لئے سید گہدی کے پیغمبر آسمان سے نازل  
فرمائے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خود بھی صحابہ کرام کو معیاری دین  
دیا ہے۔ جو لوگ صحابہ کرام کو سید نہیں مانتے وہ گمراہ ہیں۔ خدا تعالیٰ  
سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میرے اصحاب مشاء دی کی مانند ہیں۔ ان میں  
سے تم میں کی ابتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ (جلسہ ذکر جمعہ ۱۹۹۱ء)

بعض فرقے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم  
ایک شبہ کا ازالہ | کو معیار حق نہیں مانتے۔ ان میں سے جو  
اصحاب اللہ سوائے چند صحابہؓ کے سب اصحاب کے ایمان ہی کے منکر ہیں  
اور ان کو مانا بھی اور کافر قرار دیتے ہیں وہ تو صحابہ کرام کو سید حق مانتے  
ہی نہیں تھے کیونکہ وہ ان کو اہل حق ہی نہیں تسلیم کرتے۔ لیکن بعض  
وہ منکر لوگ جو علما پر صحابہ کرام کو مانا کرتے ہیں وہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ  
جب صحابہ کرام میں بھی مشابہ اختلافات پائے جاتے ہیں حق کہ باہمی  
جنگ و قتال تک بھی فوجیں پہنچتی ہے تو پھر وہ سید حق کیوئے تو تسلیم  
کئے جاسکتے ہیں اور جب کہ مشابہت میں سے کوئی بھی معصوم نہیں ہے

تو اس قسم کے اعتراضات کے جواب میں امام بیالی حضرت مجدد الف ثانی  
فرماتے ہیں کہ ۔

مجاہدیت جمیع اصحاب و اصول میں قائم است و ہرگز در اصول اختلاف  
نہاوند اگر اختلاف اسناد و فروع است و ایضا مبتدیان شریعت  
جمیع اصحاب اند کہ اسناد اصحابہ کلہم عندہ ۔

و اختلافی کے درمیان اصحاب پیغمبر علیہ السلام و امتیارات  
واقع شدہ نہ فرما ہوا کہ اختلافی ہو۔ چنانچہ شریعت میں ایساں ترکیب یافتہ  
ہوئے و انما تملک لی بالظہان و سبب۔ ہولے ایساں تابع شریعت شلوچ  
و ان اختلافی معنی برا اجتہاد ہو و اولیٰ کے حق۔ پس تکلی ایساں نیز  
درجہ و اعز و اعز شدہ عیب و اخذ و درجہ است۔ پس زبان و  
از ہفتائے ایساں پادریا پیدا شد و چہ داریگی پادریا کرو۔ کل ایساں  
رحمہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ و عا و طہور اللہ عہا ابدینا اللہ تعالیٰ  
عہا البینینا : (مکتوبات مجدد الف ثانی جلد اول نمبر ۱۲)۔

تمام اصحاب کی پیروی اصول دینی میں ضروری ہے اور ہرگز ان کا  
اختلاف اصول دینی میں نہیں ہے۔ اگر اختلاف ہے تو فروع میں ہے  
اور تمام اصحاب شریعت کے مطلق میں جیسا کہ پہلے گویا ہے کہ وہ  
تمام صحابہ و اہل بیت ۔۔۔۔۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
اصحاب کے درمیان جو اختلاف ہوا ہے وہ اختلافی علو و پیش کی بنا پر نہ  
تھا کیونکہ ان کے شریعت نفس پاک ہو چکے تھے اور انسانی سے پاک

ہو کر ملت ہی چٹکے تھے۔ ان کی لواہشات شریعت کے تابع ہو چکی تھیں  
بلکہ ان کا باہمی اختلاف اجتہاد پر مبنی اور کلمہ حق کے جذبہ کرنے کے لئے تھا  
پس ان میں سے جس سے اجتہاد ہی غلط صادر ہوتی ہے اس کو بھی حشر  
کے ان یک درجہ شدہ گا اور جس کا اجتہاد صحیح تھا اس کو خود درجہ  
میں گے۔ پس ان پر جہاں اور ظلم کا لازم لگنے سے اپنی زبان کو باز نہ کرنا  
چاہیے اور سب اصحاب کو نبی کے ساتھ یاد کرنا چاہیے۔ اتمام  
شافعی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ ایسے فحول ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے  
ہمارے ہاتھوں کو ان سے پاک رکھا ہے پس میں چاہیے کہ اپنی  
زبانوں کو بھی ان سے پاک رکھیں۔"

امام ربانی کا یہ مکتوب گزلی صحابہ کرام کے بارے میں عقیدہ  
اہل سنت و الجماعت کے بھٹکے لئے پوری رہنمائی کرتا ہے جس سے  
ان انیس کے اعتراضات کا قلع قمع ہو جاتا ہے اور یہاں یہ بھی ملحوظ  
رہے کہ کتابے شہادت کے سبب تمام اصحاب رسول صلی  
علیہ وسلم متفق ہیں اور ان کو جہنم کی آگ چھو بھی نہیں سکتی تو یہ اس بات  
کی تہی دلیل ہے کہ ہر ہر صحابی کی وفات کا ملال یہاں ہوسکتا حالت  
میں واقع ہوئی ہے اگر کسی صحابی سے کبھی کسی گناہ کا انکشاف ہوا ہے  
تو موت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے وہ معاف فرما دیا ہے ان کو نماز  
توہ کی توفیق نصیب ہوئی ہے۔ اس لئے صحابہ کرام کی توہ بھی دوسروں  
کی توہ کے لئے ایک معیاری حیثیت رکھتی ہے۔ اب صحابہ کرام میں سے

کسی سوائی پر کسی کو جرح اور تنقید کرنے کا حق نہیں ہے۔

حضرت صحابہ کی یہ مخصوص

شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

## صحابہ کرام حق کا تقرب میسر نہیں

عالمی مسلم کے ارشاد مآذنا علیہ و اصحابہ ہی سے واضح ہوتی ہے اور

حضرت امیر مومنین کے اس سرورس حقیقت کے اظہار کے لئے حدیث صحابہ انا

علیہ و اصحابہ کے تحت ارشاد فرمایا کہ۔ ما انا علیہ و اصحابہ

حق کا تقرب میسر ہے اس پر ہر محنت کو پرکھ لیا جائے۔ جس پر امت مسلمہ

یہ سنگ ہو۔ اللہ تعالیٰ مجھے۔ آپ کو اس کے ساتھ رہنے کی توفیق عطا

فرمائیں۔ آمین یا الہ العلیین۔ (جلسہ گریختی فجر ۲۰ دسمبر ۱۹۵۷ء)

اور صحابہ کرام کا سب سے بڑا حق ہونا حضرت امیر مومنین کے حسب ذیل آیت

سے ثابت فرمایا ہے۔

وَمَنْ يُتَابِعِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ

مَنْ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ لَوْ كَانَ بَلًا مَكْرًا ۖ فَسَيُؤْتِكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ كَثِيرًا ۚ

تَبٰرَكَ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ حَبْلًا مَّا تَمُرُّ بِهِ الْجُلُودُ ۚ

تو کہ۔۔ اور جو کوئی رسول کی متابعت کرے بعد اس کے کہ اس پر

سیدھا راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے خلاف، پہلے تو ہم اسے

اسی طرف پھانسیکے بعد مردہ خود پھر گیا بنے اور اسے روزخ میں

ڈالینگے اور بہت بُرا ٹھکانے گا۔

کمال دیکھئے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو حضور کے ساتھ مساوی درجہ





کے تحت تصریح ہے کہ :-

رسول خدا کے سوا کسی انسان کو مسیحا یا حق ذہن کے کسی کو تنقید سے  
 باز نہ سمجھو۔ کسی کی ذہنی غلامی میں جھٹکا نہ ہو۔ ہر ایک کو خدا کے  
 بتائے ہوئے اُسی مسیحا کا لی پر جانچنے اور پہچانے اور جو اس مسیحا  
 کے احکام سے جس درجہ میں ہو۔ اس کو اُسی درجہ میں رکھو۔ (دستور  
 جماعت اسلامی پاکستان عقیدہ دفعہ نمبر ۱ دفعہ فیروم اور یہ عبادت  
 چونکہ عقیدہ کے تحت منع ہے اس لئے مودودی جماعت اسلامی کے  
 بزرگوں کے لئے یہ عقیدہ لازمی ہے چنانچہ اسی دستور میں مشرک  
 و کفر و فحش کے تحت نمبر ۱ میں لکھا ہے کہ :- جماعت کے عقیدہ  
 کو اسکی تشریح کے ساتھ کھولنے کے بعد شہادت ملے گی یہی اس کا  
 عقیدہ ہے :-

اور مودودی دستور کا یہ عقیدہ چونکہ اسلامی عقائد کے خلاف ہے اس  
 لئے شیخ الاسلام حضرت مولانا السید حسینی احمد صاحب عرفی سرائی  
 شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند رحمتہ اللہ علیہ نے اس کے خلاف کتب  
 مستقل ۳ سالہ جہان مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت تصنیف  
 فرمایا جس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مسیحا دعویٰ ہونا  
 شرعی و فاعل سے ثابت کر کے مودودی جماعت پر اتمام حجت کر دی  
 ہے۔ اور تقریر کے زیادہ سے کہ :-

خلاصہ یہ کہ مودودی صاحب کا یہ دستور نمبر ۱ اور اس کا

مقبول نہایت غلط اور مخالف قرآن و حدیث اور مخالف عقائد رکھنے والے کچھ مسلمانوں کو ہم نے جس سے دین اسلام کو انتہائی ضرر اور نقصان پہنچ رہا ہے۔ لوگوں کو اس سے احتراز فرمادی ہے۔ (مسکلا)۔

دب: حضرت مدنی اسی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

نور ودی صاحب کا کتاب دکنست کا بار بار ذکر فرمانا بعض دھوکے جیسے وہ کتاب کو کتاب مانتے ہیں اور وہ سنت کو سنت مانتے ہیں بلکہ وہ تعلقات ملت صالحین ایک خیال مذہب بنا رہے ہیں اور اس پر لوگوں کو چلا کر وہ دین میں دھکیلا جا رہے ہیں؟

شیخ العرب العجم اور شیخ التفسیر  
مولانا احمد علی مسکن

لاہور کی کوریج العرب والعجم سے جو عقیدت و محبت تھی وہ غیر صحیح فہم کی تھی جس کا اندازہ حضرت کی حسب ذیل تقریر سے لگایا جاسکتا ہے۔ (۱) علی گڑھ پر علماء اور علمی طور پر مولانا صاحب دین میں بعض حضرات ہا بیج لگی ہوئے ہیں۔ جیسے حضرت مولانا سید محمد صاحب مدنی، وہ ظاہر کے فاضل ہیں اور باطن کے کامل ہیں ان سے پہلے حضرت مولانا کورٹا ہا بیج تھے۔ ان سے پہلے حضرت علی ہادی ہا بیج تھے۔ ان سے پہلے بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا امجد علی ہا بیج تھے۔ شہر نجابو! تم اسے جو تم کیا جاؤ کہ حضرت مولانا صاحب

صاحب نے کیا ہے، الا (جلسہ ذکر حقہ پیم ۱۹۰۲ء) میں  
 جواب فرمایا: حضرت صدیق اکبرؓ چھ دن صومہ کو پہچان گئے۔ لیکن  
 جواب ابراہیمؑ کی آخر وقت تک صومہ کا مرتبہ جان سکے۔ میں  
 حضرت مولانا حسین احمد صاحب علی شیخ احمد شیدائے العلوم و ابوہند کو  
 اولیاء اللہ میں سے سمجھتا ہوں۔ میں کہا کرتا ہوں لاہوری آئندہ میری  
 حضرت مولانا حسین احمد مدنی کو نہیں جانتے وہ یقیناً اولیاء اللہ کے کرام  
 میں سے ہیں۔ جمعیت علمائے ہند کے جلسوں میں جب شرکت کرتے  
 میں جانا تھا ہمیشہ ان کے سامنے دوڑاؤ بیٹھا تھا۔ ماشاء اللہ  
 وہ مجھ بڑی ہی بعض اوقات میں میں چار چار گھنٹے جلسہ گاہ میں بیٹھے  
 رہتے۔ میں اسی سبب پر ان کے سامنے بیٹھا۔ بعض اوقات یہ  
 صاحب میں درد ہو جاتا کہ کسی کسی کی شہادت اختیار کرنا لیکن میں  
 نفس کو کہتا تھا کہ چاہے کچھ ہی ہو مجھے حضرت کے سامنے اسی طرح  
 جتنا ہے۔ الا (جلسہ ذکر حقہ پیم سیکڑہ سولہ، م جون ۱۹۹۱ء)۔  
 (۳) حضرت ہجوڑی کے حضرت مولیٰ کی عظمت بیان کرتے ہوئے  
 مولانا اپنے درس و تقریر میں اس طرح کے الفاظ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ  
 نے مجھ پر وہ مرتبہ درجہ شریعت کی مامری نصیب فرمائی ہے۔ اور  
 مجھے کے موقع پر اولیاء اللہ موجود ہوتے ہی لیکن میں نے انھیں عرض  
 میں حضرت مدنیؒ جیسا بزرگ نہیں دیکھا (اداکار اقبال رحیم اللہ  
 تعالیٰ)۔

## حق پرست علماء کی حدود و دست کی تاریکی کے اسباب

اسلامی تاریخ کا مطالعہ ہے کہ اسلام کے بنیادی اصولوں و فرائض اور صحابہ کے خلاف جو فتنہ بھی امت میں اسلام کے نام پر اٹھا ہے مگر حق نے اس کو نظر انداز نہیں کیا اور اس پر سخت عکس کر کے اپنی اسلام کو اس فتنہ سے بچانے کی کوشش فرمائی ہے۔ اور اپنے وعدہ میں شیخ الحدیث علامہ علامہ حضرت اعلیٰ مولانا ابوبکر صدیق رحمۃ اللہ علیہ اس قسم کے علماء کے حق میں سے ایک ہیں جنہوں نے ہر غیباوی فتنہ کا مقابلہ کیا ہے۔ چنانچہ باقی برائے امت اسلامی اور اعلیٰ حدودی صاحب نے اپنی تصانیف میں ایسی عبارتیں لکھی ہیں جن میں صحابہ رسول علیہ السلام کی تعریف اور توہین پائی جاتی ہے۔ اس لئے حضرت ابوبکر صدیق نے اس فتنہ کو بھانپ لیا اور اسے جلا وطن کر دیا اور اس کی تلافی فرمائی۔ تقریباً قریب کے دارالحدود و جہد فرائض چنانچہ حدود و دست میں انگریزوں نے ایک کتاب بنام "حق پرست علماء کی حدود و دست سے علماء اعلیٰ کے اسباب" تصنیف فرمائی جس میں ابوبکر صدیق سے یہ قریب لیا گیا کہ (۱) میں نے حدود و دست کی کتابیں نہیں لکھا کہ وہ قرآن مجید اور سنت رسول کے بعض بنیادی اصول کی توہین کرے گی۔ اس لئے میں نے ان توہینوں کی شامت تو ان کے پاکستان میں کر دی۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ حدود و دست صاحب اور ان کے معتقدین کو حق پرستوں کی توفیق عطا

فرمانے اور بالی مسلمان اس نقدِ موردِ ریت میں مبتلا ہونے سے بچ جائیں۔ واصل یہ چیزیں اخیارِ کھوپڑے و سارے مرتبہ طہا نہیں (۱۵۷)

(۱۶) موردِی صاحبِ کبریٰ اسلام کا ایک ایک ستون گرا رہے ہیں ان کے عنوان کے تحت حقیر فرمایا کہ۔

برادرانِ اسلام! موردِی کی تحریک کو نظرِ غور دیکھا جائے تو ان کی کتابوں سے جو چیز ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ موردِی تھا ایک نیا اسلام مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں اور نمودِ پادشہ من ذلک نیا اسلام لوگ تب ہی قبول کریں گے جب پادشہ اسلام کی دیوبند منہم کر کے دکھادے گئے ہائیں اور مسلمانوں کو اس پر کاغذیں دلا دیا جائے کہ اس کے زیر و سوسال کا اسلام جو تم نے پھر لے ہو وہ ناقابلِ قبول۔  
 ناقابلِ ہدایت اور ناقابلِ عمل ہو گیا ہے اس لئے اس نئے اسلام کو مانو اور اس پر عمل کرو۔ (۱۵۸)

(۱۷) موردِی نظریات کو نئے اسلام سے تعبیر کرنے پر حضرت شیخ الحدیث نے اس کتاب میں متعدد دلائل دیئے ہیں اور موردِی تصانیف سے صحیح حوالہ جات پیش کئے ہیں۔ جن میں صرف صحابہ کرام بلکہ حضورِ مکہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تفسیر پائی جاتی ہے۔ علیٰ ذلک پتا چلے حضرت نے خود موردِی صاحب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ۔ موردِی صاحب آپ نے اللہ تعالیٰ کے ہزار ہا مقبول ہونے

کی توہین اور بے ادبی کی ہے۔ کیا آپ نے سنا ہے تیرو سو سال  
کے تمام محدثین۔ تمام مفسرین۔ تمام مجددین حتیٰ کہ صحابہ کرام اور رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کی توہین نہیں کی؟ کتنے بڑے بڑے قبلوی  
بانگاہ کی توہین کرتا آپ کیا سمجھتے ہیں۔ یہ کوئی حرم نہیں ہے۔ کیا  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین آپ نے نہیں کی۔ سودوی صاحب  
ان حکایت سے توہین سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ آپ کی توہین  
فراموشی اور مصلحت مستقیم نصیب فرماتے۔ (جلد ۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے سلسلہ میں حضرت مجددی نے  
سودوی صاحب کی ایک سب ذیل عبارت پیش کی ہے جس سے  
دہلی کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہنگامی کاغذ ہوتا  
عزم آتا ہے العیاذ باللہ۔

مخدوم گو اپنے تمام میں یہ ادبیت تھا اور شاید وہاں آپ صاحب  
ہی میں ظاہر ہو جائے یا آپ کے بعد کسی قریبی تمام میں ظاہر ہو۔  
لیکن کیا سنا ہے تیرو سو برس کی حد تک کے یہ ثابت نہیں کر لیا کہ حضرت  
کا یہ ادبیت محمود تھا اور ماخوذ از ترجمان القرآن ربیع المقل شکاک  
فروری ۱۳۴۰ء

علامہ انیس سودوی صاحب کے تفسیری  
اوپر دو قلم سے بعض اور اہل علم و  
علیم اسلام کی توہین بھی ثابت ہے اور غالباً اس قسم کی توہین حضرت

لاہوری رحمت اللہ علیہ کی وفات کے بعد کی ہیں یا بعض آپ کی حیات میں ہی لکھی گئی ہیں جن کی حضرت کو اطلاع نہیں ہوئی مثلاً (۱) حضرت داؤد علیہ السلام کے والد کے سینے میں لکھا ہے کہ: حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد ہمت سے نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو منصب نبوت کی ذمہ داریاں صحیح طور پر دے کر رکھنے کے لئے مسبقاً طعناؤں اور لغزشوں سے محفوظ فرمایا ہے۔ عہد ہمت کی حفاظت اللہ ہی دیر کے لئے بھی ان سے متکلف ہو جائے گا جس طرح عام انسانوں سے معمولی عموک اور غلطی ہوتی ہے اس طرح انبیاء سے بھی ہو سکتی ہے اور یہ ایک لطیف نکتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بلا وارہ مہربانی سے کسی نہ کسی وقت اپنی حفاظت اٹھا کر ایک دو لغزشیں ہو جانے دی ہیں تاکہ عموک انبیاء کو لہذا نہ بھولیں۔ یہاں یہاں میں کہہ رہا ہوں کہ انبیاء کی حیات بعد از انبیاء علیہ السلام (۳۳)۔

(۳) نیز حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق اپنی تفسیر میں آیت پاداداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض کے تحت لکھتے ہیں کہ: یہ وہ تفسیر ہے جو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے قبول کر لیا اور ہندی روایات کی بشارت دینے کے ساتھ حضرت داؤد کو فرمائی۔ اس سے یہ بات خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے کہ جو نسل ان سے صادر ہوا تھا اس کے اندر کو اس پیش نفس کا کچھ دخل تھا۔ اس کو عاقل و اقلہ کے نامناسب استیصال سے بھی کوئی تعلق تھا اور وہ ایسا نسل تھا جو حق کے ساتھ

حکومت کرنے والے کسی فرمانروا کو زیب نہ دیتا تھا۔ (تفسیر تفسیر قرآن  
جلد ۲ سورۃ صافات ص ۲۱۱)۔

۳) حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ:۔ جب اللہ تعالیٰ  
انہیں تجنیف فرماتا ہے کہ بس بیٹے نے حق کو چھوڑ کر باطل کا ساتھ  
دیا اس کو محض اس لئے پناہ سمجھ کر وہ بتائے غلب سے پیدا ہوا  
ہے محض ایک جاہلیت کا جذبہ ہے:۔ (تفسیر القرآن ج ۱ سورۃ ہود ص ۱۱۱)  
طبع فہم مئی ۱۹۷۲ء۔ یہاں یہ بھی ملحوظ ہے کہ جاہلیت سے مراد  
حکومت اسلام جذبہ ہے چنانچہ خود وہی جاہلیت اسلامی کے دستور میں  
لکھا ہے کہ:۔ وہی حکم ذکر الہی حاصل کرے تاکہ اسلام اور جاہلیت  
افیر اسلام کا فرق معلوم ہو اور حدود الہ سے واقفیت ہو جائے  
۱ ص ۱۱۱۔

۴) حضرت یونس کے (ایضاً حالت کی اور انکی میں کچھ کوتاہیاں ہو  
گئی تھیں اور غائب ہونے کے بے حد سو کر قبل از وقت اپنا سفر  
بھی چھوڑ دیا تھا) (تفسیر القرآن جلد دوم سورۃ یونس ص ۱۱۱)  
طبع ۱۹۷۲ء۔

۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے:۔ نبی ہونے  
کے پہلے تو کسی نبی کو وہ عصمت حاصل نہیں ہوتی جو نبی ہونے کے  
بعد ہوا کرتی ہے۔ یہی ہونے کے پہلے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھی  
ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا کہ انہوں نے ایک انسان کو قتل کر دیا اور



اسما کی دس سال بلکہ اسی سال طبع نامہ شکار و تربیاتی تقریریں لکھی گئیں  
جولائی تا اکتوبر سال ۱۹۰۷ء

خلافت راشدہ اور حضرت لاسوٹی

ما انا علی و اسماء ابی عبد اللہ صحابہ کرام کا مقتدا تھے امت جو ثابت ہو  
جسے اس لئے امتیازی طور پر ان حق کا نام علی السنت و الجماعت قرار  
پایا ہے جس میں الجباعۃ سے مراد صحابہ کرام کی جماعت ہے جسکو  
برہم راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص فیضان نصیب ہوا  
ہے لیکن ان تمام صحابہ کرام میں چار اور حضرت میں جنکو حسب حدیث  
نزدیکی حضور سرور کائنات کی خلافت: ابائینی، اکابر، شریف  
ہوئے یعنی امام احمد، حضرت ابو بکر، شریف، حضرت عمر فاروق، حضرت  
عثمان غنی و انور، اور حضرت علی المرتضیٰ ان خلفائے اربعہ کو خصوصیت

سے مطلقاً راشدین اور پیارے کہا جاتا ہے۔ چنانچہ مطلقاً انھیں  
حضرت مولانا مفتی محمد امجد علی صاحب دہلوی اپنی مشہور جامع کتاب  
تعلیم الاسلام جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ان چاروں کو مطلقاً  
ابوہد اور خلفائے راشدین اور پیارے کہتے ہیں۔

ابوہد صحابہ کرام اور انھیں کے خلفاء علیہم السلام کہ انھیں حدیثی تقریرات کی تعلیم و  
ترویج و امت کی طرف سے کوہنات اور پیرانہ کی طرح رکات میں حمد و ثناء  
و تعظیم کا سزاوارتہ ہے۔

(۲) حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب خان قادیانی نے بھی چار یار کی اصطلاح استعمال فرمائی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔ اور امیر معاویہؓ اور بعض اور صحابہؓ کو خلافت حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے لیکن ان کا جگہ ایسا تھا جیسا بھائیوں کا جگہ آگیا کہ وہ اور چار یار اس نسبت خلافت میں ممتاز امیر اور فریب بھائیوں کے ہیں الخ (۱) حیدر علیہ علیہ طبع حیدر نادر خان لکھنؤی کتب خانہ حقیقہ شریعت امداد بازار لاہور و مکتبہ نعمانیہ امداد بازار گوجرانولہ۔

(۳) ایک شیعہ مجتہد کے حالات کے مجامع میں حضرت خان قادیانی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ خلافت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔  
 خلفائے راشدین تو ان کے نزدیک پانچ ہیں چار یار اور ایک امام ہیں علیہ السلام کے متعلق الخ الخ (۱) حیدر علیہ علیہ طبع حیدر نادر خان لکھنؤی کتب خانہ حقیقہ شریعت امداد بازار لاہور و مکتبہ نعمانیہ امداد بازار گوجرانولہ۔

اسی رسالہ میں خلفائے راشدین کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ اہل سنت حضرت امیرؓ یعنی حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ خلافت کے وقت ان کے خلاف برحق ہونے کے بدل سے قاتل ہیں جیسے خلفائے ثلاث کی خلافت کی حقیقت کہ ان کے ایام خلافت میں قاتل ہیں الخ (۱) حیدر علیہ علیہ طبع حیدر نادر خان لکھنؤی کتب خانہ حقیقہ شریعت امداد بازار لاہور و مکتبہ نعمانیہ امداد بازار گوجرانولہ۔

پھر حضرت امام حسنؓ کی موت چھ ماہ خلیفہ تھے یہ پھر آپ نے منع کر کے حضرت امیر معاویہؓ کو برحق خلیفہ تسلیم کر دیا تھا۔ اس لئے مولانا عقیل اہل سنت اصطلاحی معنی میں خلفائے راشدین صرف چار یار کو مانتے ہیں اور امام حسنؓ کی خلافت

کی خلافت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا حق قرار دیتے ہیں۔

(۳) ابوہندی اکابر کے مرشد اعلیٰ حضرت حاجی امجد اللہ صاحب  
مہاجر کی قدس سرہ کے حسب ذیل اشعار بعنوان "دعوتِ چائیکان"  
اہل سنت کے لئے بصیرت افزا ہیں۔

پلہ تو آخدا اس پہ صلوٰۃ و سلام      آل و اصحاب پر ان کے تمام  
چہاں یار اس کے میں چہاں ظہر حق      ساری امت پر وہ نکھہاں حق  
میں جو کچھ کفر و منافق      دوست پر ظہر کے اعلیٰ کمال  
چاہیے کہ میری در حق و ذریعہ      ملکِ مسلمانت سے بے دلفی پذیر  
زیبا یہی شریعت میں ہے چہاں      دلفی باغِ حقیقت میں ہے چہاں  
ہیں یہ ملک معرفت کے شہرِ یاد      میں حقیقت کے چہاں کی یہ بہار  
گھوڑی کی ہے یہ دھواں چہاں      جست حق کی میں ہے آئینہ چہاں  
میں حقیقت حق کے چہاں ان جنوں      ہیں یہ میں خلافت کے ستون  
میں یہ ملک حق کی سرحد چہاں      جو بہاں میں ہے جو سود و دھواں  
برصورت میں ہیں چہاں غمزدان      ہے حقیقت ایک کلاں چہاں  
جو کہہ دیجئے انہیں انہوں ہے وہ      درجہ میں ہے کلاں کلاں ہے وہ  
جو کوئی ان سے چہاں جدا اعتقاد      ہے وہ وہ عالم میں بیگ نامور  
جو میں اہل بیت اور آلِ رسول      کشمکش میں ہے میں سب قبول چہاں  
چہاں کہانے سب کا پتلا یقین      سوزِ کشتِ جانِ ایلانِ نار چہاں  
میں قد جان سے خلافت میں کہانے      اس قد چہاں میں کشت میں کہانے

ایکے کا بھی حق ہے جو بدلواد ہو      دوا حق سے بے سبب گرواد ہو  
 جتنے ہیں اصحاب پیغمبر تمام      ہے ہر گرجم بدایت و السلام  
 ان کا بھی ہے کبھی گرج جو سوئے کس      ہے وہ دیکھ لکھ لکھ لکھ لکھ  
 بھیج تو ان سب چاروں کو سلام      ہر گرجی ہر گرجی ہر گرجی و سلام  
 (۴) سکتہ دار غلامی میں حضرت نکاحی گجوانی فرماتے ہیں :-

ہاں گوہر ہاں شمشاد شمش کمر      شمشاد شمش کمر  
 (منقول از کلیات اداویہ ص ۱۷۷) ناشر دارالکتابت اسلامیہ  
 مولوی سافر اللہ کراچی (پشاور)۔

۱۱) بدائع متفہم قدسی ص ۲۷۷ مسئلہ ۱۷ میں ہے کہ  
 لشکر یگر کہ آدم بحساب

از عیان آل و ہم اصحاب  
 مخصوص آل چہ در عنصر دی  
 نفسانے رسول حق یقین

۱۲) "نام حق" ص ۲۷۷ مسئلہ ۱۷ میں حضرت شریعت النبی ص ۱۷۷ فرماتے ہیں  
 شکر حق دیکر پیشوا داریم      پیشوائے چو مصطفیٰ داریم  
 است اور دوست داریم      دوست دار چہاں یاد لکھیم  
 (نوٹ) "نام حق" کی یہ انکساریات سوچا لکھی سال پہلے کی ہے۔

۱۳) مغلیہ دور سلطان کے میں لکھا گیا کہ لکھنؤ پر کار فرما اور اسکے ارد گرد حضرت  
 پاتر یا کے نام کنہہ جوئے تھے۔ چنانچہ یہاں سے پاس پاس ہتیم کے لکھنؤ

[illegible]

رہتا ہے۔ اس سال یہ زمانہ اجتماع شب، ہر شعبہ ان مشقہ میں ہوا  
 ہے۔ اس اجتماع میں شرکت کے لئے عظیم صاحب موصوف کی لڑکی بھی  
 دوسری مستورات کے برابر آئی تو اس نے اپنا یہ واقعہ سنایا کہ وہ  
 اس اجتماع سے دو دن پہلے دن کو اپنے گھر میں تھی تو ایک جن الموصوفہ  
 کو بے میں ہی کے سامنے کباب برپوشی اور اس نے کہا کہ تو بکھر پڑے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ عَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلٰم وہی رسول اللہ ﷺ  
 جلیقہ بلا فتنہ میں نے کہا کہ میں یہ کلمہ نہیں پڑھتی تو اپنا کلمہ  
 پڑھوئی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ۔ اس کے بعد اس غنیہ  
 نے کچھ ایسا اثر ڈالا کہ میں رہبوش ہو گئی اس حالت میں مجھے کچھ اتنا  
 یاد ہے کہ میں نے غیر التیاری طور پر شدید کلمہ کے بعض الفاظ پڑھے  
 میں اس کے بعد کچھ ایک دوسری آواز کی آئیں کوئی چیز مجھے فکر  
 نہیں آئی کہ تو یہ کلمہ پڑھ بلکہ تو اپنا یہ کلمہ پڑھ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
 مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ اور جب میں ہوش میں آکر اٹھی تو میرے ہاتھ  
 میں یہ سکا تھا حالانکہ یہ سکا پہلے مجھے چاہئے گھر میں بالکل نہیں ہے اس  
 سکا کی ایک حوت درمیان میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ  
 لکھا ہے اور اس کے چاروں حوت چار غلطی کے نام ہیں۔ ابو بکر عمر  
 عثمان علی۔ سکا کی دوسری حوت مسجد نبوی کا نقش ہے جس کے  
 نیچے نقاد مدینہ لکھا ہے اور اس کے ساتھ دوسرا غلط ہے جو پڑھا  
 نہیں جاسکتا۔ سکا کا نوٹ یہ ہے۔



وہ۔ اس لڑکی نے بتایا کہ وہ شعبان صبح کو جب ہم گھر سے چلی ہیں تو لڑکے پر پیدل ہاتھ ہوئے۔ راستہ میں پھر وہ جتنی عورت مساتھنے آئی اور اس نے پھر شدید کھڑ پڑھنے کو کہا تو میں نے جواب دیا کہ میں یہ نہیں چھٹی اس کے بعد بیس میں جب ہم بڑھتی ہیں تو راستہ میں پھر وہ عورت نظر آئی ہے اور پھر اس نے کہا کہ تو یہ کھڑ پڑھ رہی شہید کھ۔ لیکن میں نے جواب دیا کہ میں یہ کھڑ نہیں پڑھتی۔

رات اس لڑکی پر پہلے بھی ایسے بے گھر کے اثرات پائے جاتے ہیں۔ یہ واقعہ سے معلوم ہوتا ہے جب سے شیعوں نے اپنا ہذا گناہ کھڑ پڑھنا شروع کرکے اس میں سرکاری نصاب و ضوابط میں لکھوایا ہے جو حکمت اسلامیہ کے اجمالی کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے عقائد کے خلاف ہے اور جو ان کے توحید و رسالت کے عقائد کے بھی گریبا نہایت ضعیف ہیں۔ تاہم انہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی شخص کو اسلام میں داخل کرنے وقت کھڑ میں خود کسی شخصیت کا اقرار نہیں کرنا اور حضرت علیؑ کے اشارے پر حتیٰ کہ حلیف چہارم حضرت علیؑ کو تعلق یعنی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کلمہ اسلام میں توحید و رسالت کے علاوہ اور کسی شخصیت کا اقرار نہ لکھوایا ہے اور نہ کسی اور سے کرایا ہے اس نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے کلمہ اسلام میں کسی یا اضافہ نہ کیا ہے۔ بہر حال جس طرح کلمہ اسلام کے بارے

[illegible]

اس طرحی کے بعد اسی حقیقت کا اظہار کرتے تھے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوصیت سے یہ پار تعلقاتے داشتہ تھے۔ اسی کے مبلغ اور محاذ تھے اور یہی تعلقاتے عظام رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور مابعد کی امت کے مابین ایک قوی ترین واسطہ ہدایت ہیں اور ان کی حفاظت داشتہ کو تسلیم کئے بغیر کون اسلام قبول نہیں ہو سکتا اور اہل حق کا یہ عقیدہ محض اپنے جس پر عمل نہیں ہے بلکہ خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ان پادائے حضرت کی ہدایت و اہل حق کی راہ پر چلنا چاہیے۔ کیر حضرت کا عملی عیاض دقت اللہ علیہ نے اپنی



شفاعت اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے حضرت ہاجر سے روایت کیا ہے۔  
 بعد اقل علماء میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے :-

ان الله اختار اصحابي علي جميع العالمين سوى النبيين و  
 المرسلين واختار لي منهم اربعة ابا بكر و عمار و عثمان و  
 علي فجعلهم خيرا اصحابي و اصحابي كلهم خيري

حضرت ہاجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اہل بیت اور سولوں کے سیرت میں  
 کو تمام جہانوں کے چن لیا ہے اور ان اصحاب میں سے پھر ان چار  
 کو میرے لئے پسند کر لیا ہے یعنی ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ۔ اور  
 ان چار کو میرے تمام اصحاب میں سے بہتر بنایا ہے اور میرے امت  
 سب بہتر ہیں اور پھر ان چار میں سے حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت  
 عمر فاروقؓ کو افضلیت عطا فرمائی ہے۔ قصہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان  
 چار کے بعد جس سید اکھبر اہل الجنت میں لا ولہ فی القبر  
 الا النبیین والمرسلین (شکوۃ شریف) یعنی ابو بکر اور عمرؓ کے  
 انبیاء اور مرسلین کے تمام اہل جنت میں اور میرے عمر کے جنتیوں کے  
 سوا۔ (جنگ ۱)۔

اور طبرانی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اقتدوا  
 بالقدیم من بعدی ابی بکر و عمار و عمار بعد ابو بکرؓ اور  
 عمرؓ کی پیروی کرنا ہوگی۔ اور پھر ان دونوں سے حضرت ابو بکر صدیقؓ

کا مرتبہ نہ صرف حضرت فراروق سے بلکہ انہما کے کرام علیہم السلام کے بعد تمام اولاد آدم میں سے بڑا ہے۔ آپ افضل البشر والانبیاء میں۔ شاعر ملت ڈاکٹر اقبال مرحوم نے کیا خوب کہا ہے۔

اَلْاَمَنُ الْاِنْسَانُ بِمَوْلَانَا اَلْكَوْنُ اَقْلُ سَيِّئَاتِهِ مَا  
 بِمَنْتِ اَزْكَى شَيْءٍ دَامِجٍ اَبَدٍ اَعْلَى سُلَامٍ وَفَارُوقٍ دَقِيرٍ

اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیق اکبر کو محبوب خدا حضرت مومنین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ اول کا منصب عطا فرمایا۔ اور بعد از وفات دوحہ مقدس میں حضور رحمت عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے پیلوں میں ریاست تک کے لئے اکرم کریم کا شرف عطا فرمایا۔ اور آپ کے بعد خلیفہ دوم حضرت فراروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ شیعہ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مقدس میں استراحت فرما ہونے کی غنیمت نصیب فرمائی۔

اور یہ وہی افاضت مقدس ہے جس میں  
 نبی کریم بذاتِ عظیم صلی اللہ علیہ وسلم نے

## مسک حیاتِ انجمن

کے تعلق سے ہم اہلِ عمر کی حیات کے ساتھ جوہر فرما دیں اور انہما کے عہدِ اسلام بذریعہ مسکن کرام دوحہ مقدسہ اقدس طریق میں پیش کیا جاتا ہے۔

دعوتِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی بلذات اپنی اپنی قوم و طہریں میں، روح کے تعلق سے جمالی حیات اور سماج و مملکت کے مقصد پر پالی حق کا اعلان ہے۔ چنانچہ اکابر علماء دیوبند کے عقائد کی دستاویز الجند علیہ المفسد توالذمر مع العبادۃ الصلیۃ حضرت

سوفیہ خلیل احمد صاحب محدث سہ ماہی پوری درجہ اولیٰ علیہ السلام میں مسکون تھا جس کی تصدیق کر دی گئی۔ چند سال پہلے جب بعض شخصیں علما کے دیوبند کے عقیدہ حیات النبی کا انکار کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کی حیات کو ہی حیات النبی سے تعبیر کیا اور جس طرح روح کی حیات اور سماج عند القبر کا انکار کیا، تو مسیح انتظاریہ حضرت لاہوری نے حیات النبی کے اس سنی عقیدہ کی پروردگاری فرمائی۔ ان ایام میں حضرت لاہوری جتہ اللہ علیہ منکریں کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ ان کو نہ بصیرت ہے اور نہ عقیدت، اگر بصیرت ہوتی تو حیات النبی کا انکار نہ کرتے اور اگر ہرکے عقیدہ سے ہوتی تو ان کی تحقیق مان لیتے۔ مسند حیات النبی کی تصنیف اور اس کے دلائل کے لئے حضرت مولانا محمد رفیع صاحب شیخ الحدیث حضرت مولانا گوجرانوی کی کتاب "تفسیر العبد" قابل مطالعہ ہے۔ جو مولانا موصوف نے لکھا، اس کا مطالعہ میں بصیرت علما کے اسلام کے انکار بخوری کے عقیدہ فیصلہ کا بنا پر تصنیف کی تھی۔

بہر حال ان چار بار کی غلطیوں کے باعث کی اہمیت کو اہم تحقیق حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ نے اپنی بے نظیر جامع کتاب "انوار الفقار میں غلطیوں اور اختلافات میں حسبِ پل حیات میں واضح فرمایا ہے کہ:-

اما بعدی گوید فقیر ولی اللہ حق عندی کہ دریں زمانہ بدعت تشیع

آشکار شدہ نفوس عوام شبہات ایساں مشرب گشت و اکثر اعلیٰ  
اقیم در شبہات خلافت ملقا کے راشرین و نفوس اللہ تعالیٰ عظیم  
جسین شکوک ہم رسا نیندہ ہر ہم خود توفیق الہی در دل ایں بندہ  
ضعیف علیہ را مشروح و جہود گرا نیند تا آنکہ بعلم یقین دانست  
شکہ شبہات خلافت ایں نزد گواراں اعلیٰ سے از اصول دین تا  
و قیاس دین اصل با محکم و غیر یو یج مسند از مسائل شریعت معلوم نشود  
الہو۔۔۔۔۔ امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب کتب  
قدس سلوان لاہور کے ترجمہ میں لکھتے ہیں :- اما بعد کہتا ہے  
فقیر حقیر دل را شرعی عنہ کہ اس زمانہ میں بحث تشیع آشکار ہو گئی ہے  
اور عام لوگوں کے دلائل کے شبہات سے متاثر ہو گئے ہیں اور اس  
مذہب کے اکثر ملک قضا کے راشرین نفوس اللہ تعالیٰ عظیم احسن  
کی خلافت کے ثبوت میں شک کرنے لگے ہیں لہذا توفیق الہی کی بدگنی  
لے اس بندہ ضعیف کے دل میں ایک حکم پیدا کیا جس سے یقین  
کے ساتھ معدوم ہوا کہ خلافت اہل ہند لوگوں کی ایک اصل ہے اصول  
دین کے جب تک ملک اس میں کو مضبوط پکڑیں گے کوئی مسند  
مسائل شریعت سے مضبوط ہوگا : (الخلافت مروجہ اردو جلد اول  
مذہب ناشر نور محمد کاد خانہ تجارت کتب۔ آزاد بازار کراچی)۔

شیخ عقیلہ امامت اور سنی عقیدہ خلافت کا فرق

کے ان الفاظ سے کہ خلافت اس جہز گواراں اعلیٰ است قر اہل  
 دین کسی کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ اہل سنت کا عقیدہ اہل  
 بھی شیعوں کے عقیدہ امامت کی طرح ہے کیونکہ اہل سنت کے نزدیک  
 خلافت کا عقیدہ مثل توحید رسالت کے اصولین میں سے نہیں ہے  
 لیکن برعکس ان کے شیعوں کے نزدیک عقیدہ امامت مثل عقیدہ توحید  
 رسالت کے ہے چنانچہ دور حکومت میں جو شدید و فحیات سرکاری حکومتوں  
 میں نافذ کی گئی تھی اس کی کتاب اسلامیات لازمی برائے جماعت ہجرت  
 و ہجرت کے عقیدہ میں اصول دین کے عنوان کے تحت یہ لکھا ہے کہ  
 دین کی چار چیزیں ہوتی ہیں۔ توحید۔ قتل۔ نبوت۔ امامت۔ کیا ہے  
 تو ان کے عقیدہ امامت سے تو یہ لازم نکلا ہے کہ توحید و رسالت  
 کی طرح عقیدہ امامت ہے اعلیٰ و اقدس ہے۔ بلکہ شیعوں کا یہ  
 بھی عقیدہ ہے کہ منصب امامت منصب نبوت سے افضل ہے  
 اسی عقیدہ کی بنا پر وہ حضرت علی المرتضیٰ سے دیگر امام غائب  
 حضرت مہدی تک بارہ ائمہوں کو انبیاء کے سابقین عظیم الشان  
 سے افضل تسلیم کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ مثل توحید رسالت  
 کے قرار کے کلمہ اسلام میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ذکر  
 ضروری قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ دور حکومت کی و فیہ است  
 اسلامیات لازمی کی کتاب دہرائے اساتذہ میں دو شدید عقیدتیں  
 مولوی محمد بشیر انصاری آف تیکڑا اور مولوی مرتضیٰ حسین فاضل

لکھنے نے جو شیعہ لکھا ہے اس کی تشریح حسب ذیل کی گئی ہے  
 فقہ اسلام کے اقرار اور ایمان کے عہد کا ہم ہے۔ گھر پڑھنے سے کامل  
 مسلمان ہو جاتا ہے۔ گھر میں توحید و رسالت ماننے کا اقرار اور  
 امامت کے عقیدے کا اظہار ہے۔ ان عقیدوں کے مطابق عمل کرنے  
 سے مسلمان مومن بنتا ہے۔ (مستطاب) اور اس کتاب میں لکھی گئی  
 احکام لکھے ہیں۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ  
 اللَّهُ رَحْمَتُ رَسُوْلِهِ الْوَلَدُ خَلِيفَةُ يَزِيدُ خَلِيفَةُ

حضرت شاہ ولی  
 محمد دہلوی

عقیدہ امامت ختم نبوت کے منافی ہے

قدس سرور فرمائے ہیں۔

اس فقیر از روح پر فتوح انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوا حق کر کے حق  
 حق می فرمایند اور با سب شیعہ کہ مدعی کجاست اہل بیت اللہ و صحابہ  
 بدعی گویند انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خروج از کلمہ مدعیان بقضاء  
 فرمودند کہ حسب ایشان باطل است و بطلان مذہب ایشان از  
 لفظ امام معلوم می شود۔ چوں ازاں حالت اخلافت دست داد۔ وہ  
 لفظ امام کا تکی کر ام معلوم شد کہ امام باسطلاح ایشان موسس و مؤسس  
 الطاعہ منصوص علیہ است و وہی باطنی و در حق امام تجویزی نمایند  
 پس وہ حقیقت لقم نبوت و اسکراند گویان انحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم خاتم الانبیاء گشت باشند و چنانکہ در حق اصحاب انکسار و تکلیف

داشت ہر چنان در حق اہل بدعت مستحق باید بود و صاحبین ایشان را  
بزیہ تعظیم تخصیص باید کرد (الغرض) (تہذیبات الہیہ جلد ثانی صفحہ ۴۴۸)  
مطبوعہ مجلس اعلیٰ اہل بیت (ع)۔

ذکر شدہ مشرقی حقائق کے پیش نظر دیکھا جائے  
اعلان حق چار پیار |  
تعملاً اور اہل حق کے عقیدہ خلافت راشدہ کی تبلیغ و اشاعت  
کے لئے اگر پاکستان میں حق پیاروں کے اعلان حق کو زور شد سے  
پھیلایا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے نظر حق اور شکستہ  
باطل کی داریں کھل سکتی ہیں۔ لَعَلَّ بِنَاءَ الْحَقِّ وَ زَهْقَ الْبَاطِلِ  
إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔

شیخ التفسیر حضرت لاہوری  
حضرت شاہ ولی اللہ محدث  
شیخ التفسیر کے ارشادات |  
دعویٰ کو امام الائمہ ازواج و بیارہائے ہیں۔ (تہذیبات صفحہ ۴۴۸)  
حضرت رحمۃ اللہ علیہ تفسیر قرآن حضرت شاہ ولی اللہ کی حقیقتات کی  
روشنی میں پڑھایا کرتے تھے۔ پناہی اپنے قرآن مفرج کے دیباچہ میں  
ایک فریدی گزارش کے تحت مجلس خدام مدینہ کا نام کر دیا۔ مسئلہ  
کی مطبوعات کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

(۱) درس عام جو ہر روز صبح کو ہوتا ہے (۲) نوجوان تعلیم یافتہ  
طبقہ کا درس جو ہر روز بعد از نماز مغرب ہوتا ہے (۳) مجلس اقصیٰ

علائے کرم کو قرآن حکیم کی ایسی تفسیر چھ عاقلی ہائی ہے جس میں  
 اعتقادات۔ احوال۔ اخلاق۔ اصول۔ تدبیر منزل۔ قانونی حاکم  
 تمدن اسلام۔ اسلامی معاشرت اور سیاسیات وغیرہ تمام ضروریات  
 کامل کتاب اللہ سے سمجھ میں آتے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کی سنت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مسلک  
 سے انہی باہر نہ جاتے۔

(۴۴) دورہ تفسیر رمضان شوال اور ذیقعد کے تین مہینوں میں  
 غزیم کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اہل علم کو شاہ ولی اللہ صاحب محدث  
 دہلوی رحمۃ اللہ کا مدرسہ کردہ فلسفہ شریعت جرجہ اللہ علیہ السلام میں مدعو  
 ہے پڑھایا جاتا ہے۔ اور چونکہ حضرت شیخ التفسیر نے حضرت شاہ  
 ولی اللہ محدث دہلوی کی تحقیقات کے بعد بھی استفادہ کیا ہے اور  
 اور عقیدہ خلافت راشدہ کے اثبات کیلئے حضرت شاہ ولی اللہ نے  
 ازانہ النظر ایک ضخیم کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ اس لئے حضرت شاہ  
 اللہ علیہ السلام نے خلافت راشدہ کی شرعی اہمیت کو کبھی بھی نظر انداز نہیں  
 کیا اور محاسن ذکر اور قطعات جمہور اور اپنی تصانیف میں خطائے  
 راشدین کے جلد ترمیم شرعی مقام کی تعمیر فرماتے رہے ہیں چنانچہ  
 فرماتے ہیں:-

(۱۱) مشکوٰۃ شریف کے باب الاعتناء بالکتاب والسنۃ  
 کی ایک حدیث شریف میں ہے کہ تم پر لازم ہے کہ میرے اور خلفائے



داشتی کے طریقے کو مضبوط پکڑ لو۔ آج حضرت عمرؓ خطابؓ کے  
 بارے میں کچھ عرض کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان  
 کو حدیث کہتے ہیں، حدیث شریف میں ذکر ہے کہ تھنڈیٹ کہتے ہیں  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ کب تک  
 تمہارے درمیان دھول۔ پس تم میرے بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ کی اقتدا  
 متابعت کرو۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ شیعہ حضرات کو بھی ان کی  
 عزت اور احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو لوگ حضرت ابو بکرؓ  
 اور حضرت عمرؓ کی کوثرین کر بیٹھے وہ اپنی بھی کبیر نہیں منائیں گے۔ حضرت  
 ابو ہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خداوند تعالیٰ  
 فرماتا ہے کہ جس شخص نے میرے دوست کو اذیت دی میں اس کو لڑائی  
 کا اعلان کرتا ہوں۔ ایک موقع پر امیران کے شیعہ امام سے لاپرواہی کے  
 بعض علماء نے سوال کیا کہ اہل بیت حضرات کے عزادات کو تو میں  
 ہیں ان کا کیا حال ہے؟ شیعہ امام نے کہا کہ ان کی برکت سے  
 اٹھنے اٹھنے کا حصے پر بیٹھے مدفون ہیں سب مغفور ہیں سب جنتی  
 ہیں۔ اس پر اہل سنت والجماعت نے اعتراض کیا کہ اہل بیت کی  
 جنتی برکت ہے کہ گویا اللہ کے تمام مدفون جنتی ہیں اور جنہیں مغفور۔  
 صلی اللہ علیہ وسلم پہلو اور بغل میں لیکر سوئے ہوئے ہیں انکی کوئی  
 برکت نہیں؟ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت عطا کرے۔ انہی  
 جب مندر پر آپا کے کوثرین کی مخالفت کرتا ہے۔ (مجلس ذکر وحدہ)

(۲۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منکر بنی اذکوة سے حضرت ابو بکر صدیق کے جہاد و قتال کے بارے میں فرمایا کہ:۔ مناجی کر  
کی استقامت اسلام کو بچا کر لے گئی ورنہ اسلام دین ہی میں دلیں م  
 ہو جاتا۔ ایک قبیلہ اذکوة سعادت کرایتا دوسرا کلالہ۔ تیسرا رزہ  
 اور چوتھا جی الخ۔ (پچیس ذکر جنت ہفتہ صفحہ ۱۱۱) اس وقت ہفتہ صفحہ ۱۱۱  
 ۳۰ حضرت صدیق کے فضائل کے بیان میں فرمایا:۔ تمام اہل  
 عظیم اسلام میں سے فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچویں  
 ہے کہ آپ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیسوا حواری جلا۔

(ب) حضرت علیؑ نے فرمایا:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد  
 بہترین آدمی ابو بکرؓ اور خوشتر کسی ہوس کے دل میں میری محبت  
 خدا کو بکر خدا بنی جس جو نکلتا:۔ (خطبات حضرت ابو بکرؓ)  
 (۲۳) حضرت عمر فاروقؓ کے فضائل میں فرمایا (۱۱) سعد بن ابی کلاس  
 سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اسے  
 خطاب کے:۔ اس خدا کی قسم میں کے قبضے میں میری ہاں ہے۔  
 نہیں کسی داس سے میں شیطان نہیں کتا منکر تیرا داس ہے چوڑا کروڑ  
 داس سے چل نکلتا ہے! الخرجہ بخند ہی وہ اسم۔۔ ایسا خطبات

جہاں پہلے داخل ہیں نیز صدارت ملتی اس قسم حضرت مولانا مفتی کفایت الرحمن صاحب دہلوی پڑھا تھا۔ انہیں قدم طبری کے مطبوعہ مجموعہ رسائل میں "مقصد قرآن" کے نام سے شامل ہے۔ اس میں آپ نے عظمت اسلامی کی وسعت کے تحت سعادتِ امت کی آیت استحکام یعنی وَقَدْ أَهْلَكَ الْوَيْهَنُ اَمْسًا وَنَكَرًا وَغِيْرًا مِمَّا يَلِيْهَا فَيَنْتَقِيْهَا كَمَا يَنْتَقِيْ الْعَرِيْضُ اَمْسًا تَشْخَفُ الْاَيْدِيْنَ مِنْ قَبْلِهَا اَمَّا اَيُّهَا فَسَيَسْتَشْهِدُ بِمَا يَكُنْ اَيُّهَا آیت یہ لکھا ہے۔ جو ہم میں سے ایمان لانے والے اور غفلت میں رہنے والے سے اللہ تعالیٰ نے زمین میں بارش سے کا وعدہ فرمایا جس طرح پہلوں کو اللہ تعالیٰ نے بارش میں مٹا کر تھیں۔

اس آیت کے تحت حضرت فرماتے ہیں :- چنانچہ عرب ایسے غیر مہذب غیر متقدم اور مظلوم سے نا آشنا جنہیں متقدم ممالک میں اپنے صد ائمہ میں یہاں تک پسند ذرا ق نہیں۔ اسلام کے علاوہ کچھ اور بھی ایک صدی کے اندر ایسے بڑے طاقتور بن گئے کہ دنیا میں ان کی نظر نہیں ملتی۔ ایشیا کا بڑا حصہ اور متحدہ یورپ کا حصہ جہت ان کے زیرِ شکنجہ تھا۔ جی امیہ کا سلطنت ایشیا میں عرب۔ عراق۔ افغانستان اور ہندوستان میں مسلمان تک وسیع ہو گئی تھی۔ افریقہ میں مصر، لیبیا تونس، الجزائر اور نوکشی ان کے زیرِ شکنجہ تھا۔ اقصائے یورپ یعنی آندلس میں مگرانی کر رہے تھے۔ (المراد مقصد قرآن ص ۲۶)

۱۶۱ آیت استحکام کی تفسیر میں شیخ الطہیرؒ نے اپنے ترجمہ قرآن



تھے۔ دوسری یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جاہلیت و سودی صاحب کی اصطلاح میں جاہلیت سے روک کر مروج ہے) کو اسلام میں گھس گھس کا راستہ مل گیا۔ کیا یہاں خلافت عثمانیہ کی قومیں نہیں ہے۔ جس کی تعریف کئی حدیثوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے آپ سنی چکے ہیں: (حق پرست علماء کی سود و دیت سے نادرستی کے اسباب) (ص ۳۳) اس کے بعد حضرت نے عینی اسلام اور اصلی اسلام کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ۔ سودی صاحب اور ان کے جیسے سے انصاف کی اپیل کرتا ہوں۔ کیا آپ کا یہ دعوٰی صحیح ہو سکتا ہے کہ جو چیز ہم نے کرائی ہے وہ عین اسلام اور اصلی اسلام ہے۔ کیا ہی عین اسلام اور اصلی اسلام ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شخصیت کی تعریف کریں آپ اس کی توہین کریں اور جس خلافت کے دور کو حضور الودیعہ خلافت اور رحمت فرمائیں۔ آپ یہ فرمایا کہ اس خلافت اور رحمت کے دور میں اسلام میں کفر داخل ہو گیا تھا۔ کیا آپ کے اس بیان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین جگہ تکذیب نہیں ہے کہ جس دور کی آپ تعریف فرما رہے ہیں اس دور میں اسلام میں کفر مل گیا تھا (ایضاً ص ۳۳)۔

حضرت تاجدار حق کے سود و دی صاحب کی مندرجہ عبارت پر جو سخت گرفت فرمائی ہے وہ کتاب سنت کی نصوص کی روشنی

میں بالکل حق ہے اور غالباً حضرت نے خود اول بصیرت کے ذریعہ  
 مودودی کی اس مختصر عبارت میں اس کی وہ تفصیل بھی دیکھ لی تھی  
 جو حضرت کی وفات کے بعد مودودی صاحب نے اپنی کتاب غلامانہ  
 ملکیت (مطبوعہ اکتوبر ۱۹۷۷ء) میں حضرت علیؑ کے دور خلافت  
 راشدہ پر معاندانہ تنقید کرتے ہوئے بیسیوں صفحات میں لکھی ہے  
 اور جس میں حضرت عثمانؓ کی خلافت کی پالیسی کو خطرناک اور فتنہ انگیز  
 قرار دیتے ہوئے لکھا ہے :-

اس مسئلہ میں خصوصیت کے ساتھ دو چیزیں ایسی تحقیق کرنے  
 ضرور ہیں اور خطرناک نتائج کی حامل ثابت ہوگیں۔ ایک یہ کہ  
 حضرت عثمانؓ نے حضرت معاویہؓ کو مسلسل بڑی طویل مدت تک  
 ایک ہی صوبے کی گورنری پر مامور رکھا، کھوار حضرت عمرؓ کے زمانہ  
 میں چار سال سے دمشق کی ولایت پر مامور چلے آئے تھے حضرت  
 عثمانؓ نے آج سے سرحدِ روم تک اور بحیرہ سے ساحلِ بحرِ چین  
 تک کا پورا علاقہ ان کی ولایت میں بیچ کر اپنے پوتے زمانہ خلافت  
 (۱۷) سال میں ان کو اسی صوبے پر مقرر کیا؟

دوسری چیز جو اس سے زیادہ فتنہ انگیز ثابت ہوئی وہ  
 خلیفہ کے سرکاری اہم چاریشن پر مروان بن الحکم کی ماموریت تھی :-  
 خلافت و مکریت طبع اولیٰ (۱۷)۔

حضرت شیخ التقریب نے مودودی و صاحب کلام ابوالکلیب

تجدید و احیائے دین کی عبادت کے سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور شاواست کے تحت کافی دشمنی رہا ہے۔ چنانچہ بعضوں نے حضرت عثمانؓ کا زمانہ خلافت فرماتے ہیں۔۔۔ سفیرؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: خلافت تیس سال تک رہے گی۔ اس کے بعد ہادشاہی ہو جائیگی۔ پھر بیٹے کے کہا: ابو بکرؓ کی خلافت کے دو سال مثلاً دیکھو اور عمرؓ کی خلافت کے دس سال تک اور عثمانؓ کی پانچ سال تک اور علیؓ کی خلافت چھ سال تک۔ (اسے احمد، ترمذی، ابوداؤد نے روایت کیا ہے)۔

میں یہ بتانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت علیؓ رضی اللہ عنہ کا زمانہ تیس سال فرمایا ہے۔ اسی زمانہ کے آخر حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آگیا ہے۔

۱۳) ابو بکرؓ اور عثمانؓ میں جیل سے روایت ہے۔ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ (دین کا) معاملہ نبوت اور رحمت کی صورت میں شروع ہوا ہے۔ پھر خلافت اور رحمت ہو جائیگا۔ پھر اس کے بعد تشدد پسند ہادشاہی ہو جائیگی اور ملخصاً رواد ابو بکرؓ کی شکایت الایمانی (میں نے نبوت اور رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ نبوت اور رحمت کا تھا اور خلفائے راشدین کا زمانہ خلافت اور رحمت کا تھا۔ اسی

خلافت کے زمانہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہے۔ آپ کی خلافت کے زمانہ کو حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلافت اور وصیت کا زمانہ فرمایا ہے۔ الخ۔ حضرت شیخ التفسیر کے استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نبوت اور امت کے بعد یعنی دو رسالت کے بعد خلافت اور وصیت کا زمانہ آئیگا اور دوسری حدیث میں ہے۔ **الخلافة بعدی ثلاثون سنة** یعنی میرے بعد اس خلافت تیس سال رہیگی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت ابھی تیس سالوں کے اندر آجاتا ہے تو پھر حضرت عثمان کے دور خلافت میں جاہلیت (خلافت اسلام) کے داخل ہونے کا کوئی نظریہ صاف طور پر اشارہ رسالت کے خلاف ہے۔

**بعض شبہات کا ازالہ** (۱) مولودی جماعت کی طرف سے ہاں جماعت کے دفاع میں کہا جاتا ہے کہ مولودی صاحب کا یہ لکھنا کابل اعتراض نہیں ہو سکتا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان خصوصیات کے حامل نہ تھے جو ان کے جلیل القدر پیش رفتوں کو عطا ہوئی تھیں: کیونکہ اپنی نسبت و ایمانیت کے نزدیک ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں: تو اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ دونوں غلیظ افضل ہیں۔ لیکن اس سے یہ کیسے لازم آتا ہے کہ آپ اپنے زمانہ کا خلافت کا بوجھ پوری طرح سنبھالنے کی قابلیت نہ رکھتے ہیں۔ جبکہ خود



نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفائے راشدین کی کتابوں کا حکم دیا ہے چنانچہ  
 فرمایا: **وَمَنْ تَبِعَنِي وَتَكَلَّمَ بِقَوْلِي قَبِلَتْ رَأْيِي وَتَكَلَّمَ بِقَوْلِي رَجُلٌ قَاتِلٌ لِّلْغُلَامِ**  
**بِشَيْئٍ كَوْثَرُهُ الْخَلْفَاءُ** اور **الْمُتَّبِعِينَ الْمُهْتَدِينَ** خصوصاً علیہا  
 بالنسب اجماع (مشکوٰۃ شریف) اور تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ  
 رہے گا تو وہ زیادہ اختلاف دیکھے گا۔ تو ان حالات میں تم پر میری طرف  
 اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقہ کی پیروی لازم ہے  
 اس کو بہت مفید ملی سے پکڑ لیا جاوے۔

قریب خلفائے راشدین کی اتباع ضرور لازم کر لی ہے انکشاف امتداد  
 کے ناموس اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی پیروی ان خلفائے راشدین  
 میں شامل ہے۔ تو انکے باوجود اگر سودی صاحب کا یہ نظریہ صحیح ہو کہ  
 حضرت عثمانؓ کے خلاف خلافت میں جہالت اور حرکت و فتن ہو گئی  
 تھی تو جہالت اور حرکت کے طریقہ کی پیروی کا حکم ضرور مسلمانانِ اسلام  
 کو سزا دے سکتے ہیں۔ لہذا یہ حقیقت تسلیم کر لی جائے کہ حضرت عثمانؓ  
 کا طریقہ خلافت بھی حرکت اور جہالت سے بالکل پاک تھا اور پہلے  
 دونوں حضرات کی طرح ان کی سنت (طریقے) کی پیروی بھی لازم ہے  
 اسی بنا پر حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

تو انہی سیاست اور آئین سیاست جو خلیفہ راشد سے ظاہر ہوتے  
ہیں سنت نبویہ کا حکم رکھتے ہیں پس خلفائے عظام کا طریقہ بمنزل سن  
انبیائے کرام کے ہے۔۔۔۔۔ فعلیکم بسنتی و سنتہ الخلفائے

اور ائمہ دین اہل بیت علیہم السلام منصب امامت مقرر فرمایا اور مسئلہ امام اور حضرت  
 عیسیٰ علیہ السلام کے مابین اختلاف و التماثل کے خلاف ثابت کیا۔ اور حضرت  
 عیسیٰ علیہ السلام کے مابین حق پرست علماء کی سوا دیت کے کسی اور اہل کلمہ  
 کے ہر نفس فرمائی ہے۔

(۴) بعض لوگ مذکورہ تیس سال خلافت کی حدیث کو صحیح تسلیم نہیں کرتے  
 اور کہتے ہیں کہ صحیح اسلامی حکومت صرف تیس سال کے لئے تھی اور بعد  
 میں ساری حکومتیں غیر اسلامی ہی رہیں گی یہ تو اس کا جواب یہ ہے کہ  
 یہ تیس سال خلافت میں کوئی منہاج نبیہؑ کیا جاتا ہے دراصل وہ  
 خاص خلافت ہے جس کا وعدہ قرآن مجید کی آیت اختلاف میں کیا گیا  
 ہے اور یہ موجودہ خلافت سورتہ الحج کی آیت تکمیل النبیۃ میں  
 فی الخاتم میں آگاہ ہو چکی ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
 وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔ اسی آیت کے تحت ہی اہل بیت علیہم السلام کے لئے جہنم کو  
 قریش کو ملنے کی گھڑوں کے کھال دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے  
 ان آیات میں بطور حلیہ کوئی عرشہ فرمایا ہے کہ اگر ان اہل بیت علیہم السلام  
 کو ہم زمین و ملک اور امتداد دیں تو وہ سارے عالم کریں اور ان کو دیا  
 اور نیکیوں کا حکم دیں اور برائیوں سے منع کریں۔

اسی بنا پر اہل بیت علیہم السلام میں سے خلافت نبوت صرف خلفائے  
 اربعہ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ و ذوالنورینؓ  
 اور حضرت علیؓ کے لئے مقرر ہوئی ہے۔ یہ آیت تکمیل النبیۃ اور سورہ

کی آیت استکلاف اس بارے میں نفس میں کہ یہ چاروں خلفاء اپنے اپنے دور خلافت میں خلیفہ راشد تھے اور گو ان میں باہمی فضیلت حسب ترتیب خلافت ہی پائی جاتی ہے لیکن اپنے زمانہ میں وہ خلافت کے پورے اہل تھے اور خلافت کا بار مکمل طور پر اٹھانے کی قابلیت رکھتے تھے کیونکہ ان حضرات کا انتخاب حسب وعدہ خود اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ اب انکی اہلیت اور قابلیت پر اعتراض کرنا حق پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے انتخاب پر اعتراض ہے۔ اسیاذ باللہ اور حضرت امیر مہادیو رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ مہاجرین صحابہ میں سے نہیں ہیں اس لئے وہ اس خلافت راشدہ و مودودہ کا صدیق نہیں بن سکتے البتہ اسلام میں رضی اللہ عنہ کی صلح کے بعد آپ اہل سنت و اجماعت کے عقیدہ میں خلیفہ برحق ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کا اختلاف اجتہادی ہے جس کی غوریت قتال باہمی ٹکسہ پہنچ گئی تھی۔ اور چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد کی مخالفت انہوں نے نہ رائے اجتہادی کی بنیاد سے کی ہے اس لئے ان کی اس خطا کو خطائے اجتہادی قرار دیا جائیگا لیکن حیثیت جلیل القدر صحابی اور کاتب وحی ہونے کے ان پر لعن طعن کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ رد الفتن کرتے ہیں یا مودودی صاحب نے تنقید کے نام پر ان کو جہنم طاعت بنایا ہے چنانچہ "خلافت و حکومت میں لکھا ہے کہ :-

(۱) مال قمیست کی تفسیر کے معاملہ میں یہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

دوست رسول اللہ کے ساتھ احکام کی خلاف ورزی کی مخالفت و طعن  
طبع اول ص ۱۱۱

اب انبیاء میں تمہیں کیا شک کا امکان ہے یہی حضرت مسعودؓ کے ان افعال میں  
ہے جن میں انہوں نے سیاسی اعتراض کے لئے شریعت کے  
ایک مسلم قاعدے کی خلاف ورزی کی تھی ابو زہیر ص ۱۱۱۔

اس کے علاوہ بھی سو روای صاحب نے حضرت مسعودؓ رضی اللہ عنہ  
کے خلاف ایسے الفاظ لکھے ہیں جو ردِ افس ہی لکھ سکتے ہیں مثلاً کہ  
حق کے حق کے نزدیک سوائے اجتہاد کی دعا کی نسبت کے کسی طرح  
بھی تنقیص و توہین کے الفاظ حضرت امیر مسعودؓ کے لئے ہائیں  
اور نہ کسی اور صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ حضرت ابو  
ہشام ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ قال اصاحہ اخصرہ ابو زہرۃ

ابو زہری عن اجل شیوخہ لا یسور انہا رأیت ابیہم یذنبون  
ایحد اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظالم اللہ  
الذین الذی ترجمہ:۔ اجل مشورخ اسلام امام عصر ابو زہرہ رضی  
لہ عنہ کہتے ہیں کہ جب تم کسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کی  
تنقیص کرتے دیکھو تو وہاں لو کہ وہ زندیق ہے اور یہ اس لئے کہ قرآن  
حق ہے۔ رسول حق ہے اور جو آپ لاکے ہیں وہ حق ہے اور یہ سب  
کچھ ہمیں صحابہ سے ہی پہنچا ہے۔ اب ان پر جو جرح کرتا ہے تو وہ  
کریا کتاب اور سنت کو رد کرتا ہے۔ لہذا جرح اسی پر زیادہ مؤثر

اور اس پر تفریحی گراہ اور جھوٹا اور معاند ہونے کا حکم لگایا جائیگا۔ قرآن  
میں ہیں عبد اللہ تفریحی لے جن کا علم، ذہن، معرفت اور جلال و شان  
محتاج تھا انہیں نہیں کہ جس کو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
خوش حقیقتی نہ ہو وہ گویا رسول اللہ ہے ایمان نہیں لایا۔ عبد اللہ ہی بہادر  
سے پوچھا گیا اور آپ کی ذات ہی علم و جلال و شان میں محتاج بیان نہیں  
کہ معاویہ افضل ہیں یا عمر بن عبد العزیز۔ آپ نے کہا کہ وہ عہد اور حضرت  
معاویہ اسی اللہ تعالیٰ عز کے گھوٹے کی ناک میں داخل ہوا جس کو  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے بہتر ہے عمر بن عبد العزیز سے  
گویا آپ نے اس سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ  
وسلم کے ساتھ صحبت اور آپ کی رویت ایمان نہ پامستہ کا مقابلہ  
کوئی چیز نہ تھی نہیں کر سکتی (تاہم اہل سنت و جمہور سالہ بعد انحضرت  
بعد الف تکلی مرتبہ پر و لیستہ از اسلام مصنفے ایمان ایمان اہل الہدائی  
ڈی صدر شعبہ اہل و سندہ و یحییٰ و سنی میرہ آباد مطبوعہ استنبول ترکی  
پرانے نقشے نقشے نقشے نقشے

### پاکستان میں خارجیت کا ظہور

میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ چنانچہ  
خارجیت کا عقد پاکستان میں اہل سنت و جماعت کے عنوان پر پھیل  
رہا ہے۔ اس عقد کی ابتدا تو یہاں ہوئی اور عباسی کی کتاب خلافت  
معاویہ و جزیہ سے ہوئی ہے لیکن شنی صبیح ذہن کے نقادان کی ہم  
سے کئی اہل علم ہی اس کی پیشت میں آ سکتے ہیں اور گو اس عہد

عاریت کو قبول کرنے کا باعث رہا غرض کا مشیخ غلام احمد علی ہے لیکن  
مسکب حق سے ہٹ جانا خود کسی وجہ سے ہی جو خود خلافت و حقیقت  
ہے مذکور است وہی و حقانیت۔ مگر امر عباسی کی تصانیف سے  
یہ واضح ہے کہ وہ نہ صرف یہ کہ حضرت علی المرتضیٰ کی تحقیق اور حضرت  
امیر معاویہ کی برتری کے لئے کوشاں رہے ہیں۔ بلکہ انہوں نے حضرت  
امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابل میں یزید کو اسلام کا پیرو منوانے  
کی کوشش کی ہے مثلاً :-

(۱) غلیظ بات حضرت علی المرتضیٰ کے متعلق لکھا ہے کہ :- دشمنان  
دین اور کفار سے بیخ آزمائی کرنے کے بجائے طلب حصول خلافت کی  
غرض سے کھوار اچھال گئی تھی۔ شاہد دل الشہادت و بلوی فرماتے ہیں :-  
مخالفت دی (یعنی) رضی اللہ عنہ برائے طلب خلافت بعد نہ بکھوت اسلام  
(انوار افتخار اول ج ۱ صفحہ ۱۰۲) ترجمہ :- علی رضی اللہ عنہ کی بڑائی  
و مقامات، تو ایسا شہادت عظام (اپنی خلافت کی طلب حصول کے لئے  
تجسس نہ باطنی صورت و مخالفت معاویہ و یزید سے)

اور پھر اس کے بعد اپنے انکار کی تائید میں ایک مستشرق کی یہ عبارت بھی  
کی ہے :- حقیقت نفس الامر یہ ہے کہ حضرت علی (ع) کو (غلیظ شہید)  
کی جانشینی کا مستحق و وقت حاصل نہ تھا۔ خلافت انہوں نے بھی واضح ہے  
کہ تقدس و پادشائی کا جذبہ تو ان کے (طلب خلافت میں) کارفرما نہ  
تھا بلکہ حصول اقتدار و حسب ہوا کی ترغیب تھی۔ اس لئے معاملہ ہم

لوگوں نے اگرچہ وہ حضرت عثمانؓ کے طرز فکر کی خدمت کرتے تھے مگر علیؓ کو اسکا ہاتھیں تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا: (اسنا ایکچوٹا برٹانیکا لیا رہواں بیڈیشن ج ۵ ص ۵۸)

اس مستشرق کی مندرجہ عبارت پیش کرنے کے بعد کوئی اہل عقل ہوش انسان اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ عباسی صاحب حضرت علیؓ کی طرف سے کو غلط سمجائی ہی مانتے کے لئے تیار نہیں ہے جانیکہ خلیفہ راشد مان میں۔

اب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی عبارت کا مفہوم بھی خود سنا پیش کیا ہے مگر یہ فریب یا جانے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی حضرت علیؓ کو اسلام کے لئے غلط نہیں مانتے۔ العیاذ باللہ۔

حالانکہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے یہ عبارت اس بحث میں لکھی ہے کہ سورۃ الحج کی آیت **قُلْ لِلْعَرَبِ اَنْفُسُھُمْ لَا عَرَبٌ سَبَّحَتْھُمْ اِلٰی قَوْمِہٖ اَوْ اِلٰی شَیْءٍ نَّفَعَتْھُمْ اَوْ یُضِلُّھُمْ** (آپ ان پر بھیجے اپنے والدین یا انہوں سے یہ کہ دیکھئے کہ عترت پر تم لوگ ایسے لوگوں (سے لڑے) کی طرف جانے کے ہائے جو مسلمان لڑنے والے ہوں گے کہ یا تو ان سے لڑتے ہو یا وہ صلح (اسلام) ہو جائیں گے) (الانوار مترجم جلد دوم فصل بیتم مشرق)

اس آیت کا مصداق قرار دیتے ہوئے اس کے بعد حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ آیت میں جن دعوت دینے والوں کے متعلق پیشگوئی ہے

اس سے مراد اصل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نہیں جو بچے کیونکہ اس پر  
کو قتال کے لئے دعوت دینا حسب آیت **لَنْ تُبَلِّغُوا نَبِيَّ خَدَّائِ**  
**مَنْعُ فِرَارٍ بِهَا**۔ اور یہ مفہوم کہ سنت جنگ تو ہم کے لئے رہی  
ہوگی اور اس میں ان اعراب کو دعوت قتال دی جائیگی۔ روم و  
قازس کے سوا اور دن میں نہیں پاسے گئے۔

وہ مرتضیٰ زبیر کہ مقامات ملے دینی اللہ عز و جل کے طلب خلافت  
بعد نہ جیت اسلام کہ **تُطِيعُوا نَبِيَّكُمْ** اور **يُكْرِضُونِ** اللہ ہی کندہ ہوگا  
آں دعوت کفار استبرجیت اسلام و بنو امیہ و بنو عباس دعوت کو  
بقتل کفار کا اہم معلوم میں **اَللّٰهُ يُمِيتُ مَا يَشَاءُ**۔

ترجمہ اور مذکورہ اعلیٰ حضرت مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ آپ کے مقامات  
طلب خلافت کے لئے ہوئے جیت اسلام سے نہیں اور **تُطِيعُوا نَبِيَّكُمْ**  
**لَا يَأْتِيَنَّكُمْ جَرِيدَةٌ** سے کہ جسے کہ وہ قتال کفار کے ساتھ ہو  
دعوت کے لئے ہوگا۔ اور بنو امیہ اور بنو عباس سے اعراب کفار کو  
کفار سے قتال کے لئے کسی دعوت نہیں دی یہ بات تاریخ سے قطعی  
طور پر ثابت ہے۔ اور محدثین بکری دعوت اہل شام و عراق سے  
قتال کے لئے تھی اور حضرت فداؤنی کی دعوت بھی عراق اور شام اور  
عصر سے قتال کے لئے تھی اور ای احمدی کی دعوت اہل فراسیہ  
افریقہ و مغرب سے قتال کے لئے واقع ہوئی ہے۔ تاریخ میں تفصیل  
کے ساتھ مذکور ہے تو ان کی دعوت کی تفصیل کرنا واجب تھا اور یہ صحت



علیہ برحق کی ہے اور جب ان کی حقیت دوم واجب سے پیدا کے لئے  
دعوت دینے میں ظاہر ہو گئی تو ان کے تمام احکام واجب کا قتل  
ہو گئے (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰)

اس مضمحل عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت شاہنشاہ صاحب دہلوی  
مذکورہ عبارت کی بیگماری کا مصداق حضرت صدیق اور حضرت فاروق  
کی خلافت کو قرار دے رہے ہیں کیونکہ ان کے دور خلافت میں ہی دوم  
و فاروق سے قتال ہوا اور اس کے لئے احزاب مجاز کو دعوت دی  
گئی تھی۔ اس قسم کا قتال و دعوت حضرت علی مرتضیٰ کے زمانہ خلافت  
میں نہیں ہوا۔ کیونکہ آپ نے کسی غیر مسلم قوم سے کوئی نہیں کی اور  
اس کے لئے احزاب مجاز کو دعوت دی ہے۔ یہ مطلب ہے جو جوت اسلام  
قتال ذکر کرنے کا۔ بلکہ آپ کا قتال ان لوگوں سے ہوا ہے جو اسلام کے  
قائم و مسلمانی رہتے اور ان سے قتال کا مقصد اپنی خلافت و حق  
منوہنے ہی کے لئے ہو سکتا تھا۔ لیکن کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر  
علی مرتضیٰ کی خلافت اسلام کے لئے نہ تھی۔ یا کیا علو احمد صاحب  
عباسی یہ چاہتے تھے کہ حضرت علی مرتضیٰ ہی اپنے مخالفین حضرت شاہنشاہ  
اور ان کی جماعت کو غیر مسلم قرار دے کر قتال کرتے۔ البتہ ان کا  
اور اس کے بعد آیت **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اقْتُلُوا الَّذِينَ يَحْسِبُونَ أَنَّهُم مُّؤْمِنُونَ**  
**عَلَىٰ دِينِهِمْ قَتَلُوا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا بِقَوْلِهِمْ يُؤْمِنُونَ وَلَا يُؤْمِنُونَ**  
**الَّذِينَ** کے ایمان والو! جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر

جامعہ قرآن و تعالٰیٰ بہت جلد میں قوم کو لے آئیگا جن سے اللہ تعالٰیٰ کو بہت ہوگی اور ان کو اللہ تعالٰیٰ سے بہت ہوگی الخ۔ اس آیت کے تحت حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں:-

وایں آیت دلائل کی گندہ برآئکہ جماعت مجوس کا علیین و ضعیفین بہا و فخر ہند کرد با مرتبین و این معنی در زمان طریقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر نہ شد زیرا کہ اسود و ضعیف فروع مذکورہ بعد و آنجناب ہوتے وہی شکوت رواں مذکورہ۔ و نہ وہ ایام حضرت مرہضیٰؑ نہ زیر اک کمال ایشان یا ابقا یا فروع الخاق الکا و نہ مرتبہ و غلطائے بنی عباس و بنی امیہ نیز ہانکا یکے از مرتبین بطریق فحشا کشی قتال شکوند الخ۔

(ترجمہ) اور یہ آیت اس پر دلائل کرتی ہے کہ مجوس کا علیین کی جماعت میں سے حضرت علیؑ کو اعلیٰ ہونے کی گندہ برآئکہ بہا و فخر ہند کرد با مرتبین اور یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ طریقت میں ظاہر نہیں ہوئی کیونکہ اسود و ضعیف نے فروع نہیں کیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف شکرت رواں نہیں کیا تھا اور نہ حضرت مرہضیٰؑ کے زمانہ میں کیونکہ ان کو قتال کا الخاق یا ضعیفوں اور ظالموں کے ساتھ ہوا ہے نہ کہ مرتبین کے ساتھ۔ اور غلطائے بنی عباس بنی امیہ نے بھی مرتبین کی کسی جماعت سے بطریق فحشا کشی قتال نہیں کیا اور مولائے آیت سے لوگوں کا بیچ ہونا اور قتال کا قائم ہونا مفہوم ہونا

سے تو متعین ہو گیا کہ جن لوگوں کا وصف اس آیت میں مذکور ہے وہ  
 صدیق اور فاروقیؓ اور ان کے لشکر تھے اور عورت عام میں قتل  
 منسوب ہوتا ہے۔ تھیف کی طرف اگرچہ وہ سوانح جنگ میں موجود نہ ہو  
 البتہ کہ اس تفصیل کے بعد بھی کوئی اہل علم و دیانت شخص حضرت  
 شاہ صاحب کی منہ جہاد قول سے وہ مطلب نکال سکتا ہے جو  
 عباسی صاحب پیش کر رہے ہیں۔ دراصل حضرت شاہ صاحب فقر  
 عثمانی اور حضرت فاروقیؓ کی خلافت حق ان آیات سے ثابت کر رہے  
 ہیں اور اگر ان آیات کا مصداق حضرات عثمانی کی خلافت کو نہ قرار دیا  
 جائے تو پھر یہ کس صبح سی ثابت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس قسم کی  
 روایتوں کا مصداق حضرت کا زمانہ ہو سکتا ہے اور نہ حضرت علی المرتضیٰؑ  
 کا اور نہ ہی بنی امیہ اور بنی عباس کی حکومتوں کا۔ تو کیا عباسی صاحب  
 اور ان کے تقلیدی اس سے یہ نتیجہ نکالینگے کہ انبیاء بائد رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا قتال بھی اسلام کے لئے نہیں تھا ؟ اور کیا وہ بنی  
 امیہ کے لئے بھی یہ بات تسلیم کرینگے کہ ان کی حکومتیں بحکمت اسلام نہ  
 تھیں ؟ — اب حضرت شاہ صاحب دہلوی کی منہ جہاد  
 سے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ حضرت علی المرتضیٰؑ کے خلافت قتال  
 مزاج اولیٰ کو باقی قرار دیتے ہیں۔ تو کیا عباسی صاحب اور ان  
 کے پیروں حضرت امیر معاویہؓ کو حضرت شاہ صاحب دہلوی کی تھپکا  
 کے تحت باقی ماننے کا نظریہ قبول کرتے ہیں ؟ اور یہاں سے کس

کو حضرت معاویہ سے بدظنی پیدا ہونی چاہیے کیونکہ حضرت معاویہ  
 مجتہد تھے آپ نے جو کچھ کہا ایک نعتی سے اور اللہ سے اجتہاد  
 کیا چنانچہ خود حضرت شاہ ولی اللہ قدس صرف نے خلیفہ بطلان  
 خود مانگنے کی تین سو توہینیں سے آخری صورت یہ لکھی ہے کہ :-  
 میں قائم کریشی دامن سے ننگ بغاوت کریں ہو خلیفہ کی حقیقت  
 اور اس کے احکام کے موجب اطاعت میں مشہور بیان کریں پس  
 اگر باغیوں کی یہ تاویل قطعی بطلان ہو تو اس کا کوئی اعتبار  
 نہیں جیسے حضرت مہدی نقی بکر رضی اللہ عنہ کے مجددی مرتدوں کی اور  
 زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والوں کی تاویل (قابل اعتبار قطعی) اور  
 تاویل کے قطعی بطلان ہونے کے یہ ممکن ہیں کہ (یہ تاویل) نفس قرآنی  
 یا سنت مشہورہ یا اجماع یا قیاس علی کے مخالف ہو، اور اگر وہ  
 تاویل قطعی بطلان نہ ہو بلکہ مجتہد طبع ہو تو وہ گروہ باغی کو ضرور ہوگا  
 مگر قرن اول میں ایسے گروہ کا تصور ہی ہے جو مجتہد قطعی کا ہوتا ہے  
 کہ اگر وہ گروہ قطعاً کرے تو اس کے لئے ایک جہت ہے لیکن جبکہ خلیفہ  
 وقت سے بغاوت کرنے کی منعت کی حدیثیں جو صحیح مسلم و دیگر میں  
 مستفیض ہیں شائع ہو گئیں اور سنت کا اجماع اس پر منقطع ہو گیا  
 تو اب اگر کوئی بغاوت کرے تو اس (بائی کے حامی ہونے کا جرم عظم  
 دیتے ہیں) (الانقلاب مترجم جلد اول ص ۱۸۸)  
 اور حضرت علی کریم رضی اللہ عنہ کی مخالفت کو تو حضرت شاہ ولی اللہ محدث خلافت

ہی قرار دیتے ہیں پتا چلے لڑائے میں۔۔۔

(۱) اثبات خلافت عامہ برائے خلفائے اربعہ از اہل بیہاست  
دست و خلفائے اربعہ کے لئے خلافت عامہ کا ثابت ہونا اہل بیہاست  
سے ہے (ایضاً ص ۱۱) یعنی ظاہر باہر ہے کہ میں کسی کو ملک نہیں جو  
سکتا۔

(۲) نیز حضرت شاہ صاحب دہلوی فرماتے ہیں :-

اور اہل حضرت علیؑ اور علیہ السلام سے اہل بیت مستفیض ہیں اس  
بابت کی خبر دی کہ آپ کی وفات کے بعد خلافت نبوت و خلافت  
وراست ہوئی۔ اور اس کے بعد ملک مخصوص اہل کثرت کی بادشاہت  
اور جو آنحضرت کی وفات کے متحمل واقع ہوئی وہ خلفائے اربعہ کی خلافت  
تھی تو ان کی خلافت خلافت نبوت و راست ہوئی اور اگر ان خلفاء کی  
سیرت انبیاء کی سیرت کے مشابہ نہ ہوتی یا انہوں نے غصب سے  
خلافت کو لیا ہوتا تو خلافت نبوت و راست نہ ہوتی۔ اور آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت مستفیض ہیں یہ ظہر عیا فرمایا ہے کہ خلافت  
کا زمانہ تیس سال ہے اور سفینہ کے اس کی تفسیر خلفائے اربعہ کی  
خلافت سے کی ہے اور متصل ہی اس پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اہل حق  
بیاست کی ميعاد تو تیس سال نہیں ہے تو یہ خلفاء ایسی خلافت  
سے متعلق تھے جو ملک مخصوص سے مفارقت رکھتی تھی۔ پس یہ  
خلافت ممدوح تھی اور جو خلافت کہ غصب و جبر کی ہوتی ہے وہ

مردود نہیں ہوتا، لہذا ائمہ اہل حق و سچ جلد دوم فصل ہفتم ص ۱۸۱  
 حضرت علیؑ کی علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے تحت حضرت شاہجہاں  
 دہلوی نے جو تفصیل فرمائی ہے، اور جس سال خاص خلافت میں غلطی کا ارتکاب  
 حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم اور  
 حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کوٹ میں کیا ہے تو کیا اس کے بعد بھی حضرت  
 علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو خلافت و نبوت اور خلافت و امت و تسبیح کر لینی  
 گنہگار بن جاتی رہ جاتی ہے۔ اور یہاں حضرت شاہ صاحبؒ نے حضرت خلیفہ  
 مسیحاؑ کی جس ارشاد کا ذکر کیا ہے وہ وہی ہے جو شیخ الاسلام حضرت  
 اعلیٰ دہلویؒ کی کتاب "حق پرست علماء کی مورد و دیت سے تفریق  
 کے اسباب" کے حوالے سے سابقہ صفحات میں مذکور ہو چکا ہے۔

مردود ائمہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک  
 حضرت علی رضی اللہ عنہ کی چونکہ علیہ السلام میں اور  
 پہلے ائمہ کے خلاف کہہ دیے گئے تھے لہذا ان کے کلام علیہ السلام کے باقی تمام  
 امور و آدم سے افضل ہیں لیکن مولانا محمد عباسی صاحب کے ایک مقالہ  
 جو پریسٹ نے لکھا ہے کہ:۔ یہ تاریخی حقائق واضح امور پر ثابت  
 کرتے ہیں کہ امیر المومنینؑ نے یہ کہ خلافت مستندنا علیؑ کی خلافت  
 سے موجود خانہ جنگی کے بعد چاہے کوئی اور ائمہ کی جماعت کی اور شاید  
 بن دہلید ص ۱۸۱

(۳) اور مولانا محمد عباسی کی ایک اور تحقیق بھی ملاحظہ فرمائیے چنانچہ

لکھتے ہیں کہ :-

حضرت علو وزیر کے بیٹوں اور عزیزوں کے ہاتھ سے چھٹا کہیں نہیں ملے کہ حضرت عثمان کی محسوس کے زمانے میں آپ لوگ عرب سے باہر چلے جائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ان کے صاحبزادے اور پھر بھائی کے منہ سے ملے ہیں جس سے ثابت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مخالفت اس قدر نمایاں تھی کہ ان کے عزیز قریب ان کا عہدہ میں رہنا اس بزرگ وقت میں مناسب نہ سمجھتے تھے۔ مگر اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنے کا کہ وہ قتل کی سازش میں شریک تھے کوئی ثبوت نہیں ہے :- (تحقیق مزید ملے)

خلافت معاویہ و یزید رضی اللہ عنہما طبع اول :-

کتنا بڑا جھوٹ ہے یہ قول کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مخالفت اس قدر نمایاں تھی :- اسی سے علاوہ ظاہر ہوا کہ ان کے خلاف علی رضی اللہ عنہ سے بدظن کرنے کے لئے عباسی صاحب کس قسم کی الزام تراشیاں کرتے ہیں۔

(ب) اگر ان حضرات کی باہمی مخالفت اس قدر نمایاں تھی تو پھر تو یہ احتمال مخالفت نکال سکتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں بعض اہل حدیث کے قتل کی سازش میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے علیاً ذی اللہ :- اور جو یہاں عباسی صاحب کہہ رہے ہیں :- یہی بات تو وہ بعض کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف تھے مذکورہ اہل حدیث :- اور آپ کی

خلافت کو بھی غلامیہ شیئین (حضرت مشرعی اور حضرت فاروقیؓ) کی  
 طرح اندونے تھی یا تا تھا اگر دشمن اور قہر ہے ؟

(۴) حضرت حمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بھی یہاں صاحب نے  
 ایک بیانیہ مورخ کا قول پیش کیا ہے کہ۔ حمیس کے اور ازیش  
 دوستوں نے لاکھ سنت مساجد کی کہ ایسی خطرات ہیں کہ نہ رہا قہر اور نہ  
 اپنے آپ کو جو حکم میں نہ ڈالیں۔ مگر حضرت حمیس نے قہر جہاد کی جگہ  
 ترجیحات پر کان دھرنے کو ترجیح دی اور ان کا تعداد اعلیٰ کی تفریح  
 غور پر قیاسی کہتے تھے اور جن کی تعداد جیسے کہ شریعت سے کہتے تھے  
 کہ ایک اونٹ کے بوجھ کے سدا ہی تھی : (خلافت مساجد اور نہ مساجد)  
 لیکن سواد اعلیٰ علی سنت و الجماعات تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے تمام صحابہ کرام کو ایک نیست اور مخلص مانتے ہیں جیسا کہ کتاب و  
 سنت کی نصوص سے ثابت ہے اور حضرت امام حسینؓ کی تو حضرت امام  
 حسینؓ کی طرح نیست کے جوانوں کے سوا نہ ہی جیسا کہ خود نبی اکرم صلی  
 اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔ الحسن و حسین سینما شباب ہیں  
 البتہ (مشکوٰۃ شریف) اور حضرت علیؓ لائق ہیں یا حضرت فاطمہؓ انور  
 حضرت حسینؓ ہیں یا حضرت حسنؓ یا امامت و الجماعات کے عقیدہ میں  
 ہی حضرت کی محبت ایسی کا جزو ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے فرمایا ہے :۔ حسینؓ یعنی فاطمہؓ بن حسینؓ أحب الیّ منی  
أحبّ حبیبا، حسینؓ سینما شباب۔ سدا و القریب



میں سے ہے اور میں میں سے ہوں۔ جو شخص میں سے محبت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھتا ہے۔ جس میں گھبرائی کی اولاد میں سے ہے۔

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن و حضرت حسینؑ دونوں کے متعلق فرمایا: **أَكْرَهُم إِلَيَّ أُحِبُّهُمَا وَ أُحِبُّهُمَا وَ أَحَبُّ مَنْ يُحِبُّهُمَا**۔ (ابن ابی شیبہ)۔ اسے اللہ میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہو اور تو بھی ان دونوں سے محبت رکھو اور اس شخص سے بھی محبت رکھو ان دونوں سے محبت رکھتا ہے۔

(۳) عن انسؓ قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم أي أهل بيتك أحب إليك قال الحسن والحسين وكان يقول لفاطمة أدر عليّ بنی اینسانی خیرہما ویفضلہما الی۔ (سواء الترمذی)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کو اپنے اہل بیت انگوڑیوں میں سے کون سب سے زیادہ پیارا ہے تو فرمایا: **حسنؑ اور حسینؑ**۔ اور حضرت فاطمہؑ کا نام لے کر فرمایا کہ تمہارے دونوں بیٹوں کو میرے پاس بلاؤ پھر آپ پیار سے ان دونوں کو سونگھتے اور گلے سے لگاتے۔ قریب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دونوں نواسے اتنے پیارے ہی تو اہل ایمان کو کسوں پر ہمارے نہ ہونگے۔ اور جب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ جو شخص ان دونوں سے محبت

لکھا ہے تو اسی میں سے جیت لگا۔ تو پھر کوئی دوسرا ایسا ہو سکتا ہے  
 جو ان دونوں کی محبت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا خواہشمند ہو

(۱۱) شیخ الشیخ  
 حضرت علامہ کا

## خوابِ بیت اور اکابر کے ارشادات

فرماتے ہیں کہ حضرت غرضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جب ایرانی فوج  
 ہوا تو وہاں سے کچھ خیرادیں حضرت امام حسین اور امام حسین رضی اللہ  
 عنہما کے حضور میں بھیج دیں۔ فرمایا کہ یہ سب ایرانی خیر بروں ہی کے  
 ہوتے ہیں، مجلس اگرستہ سوم عتبات معلومہ مدنی مستطاب (۱۲)

(۱۲) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی فرماتے ہیں۔ کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِشْرَاقُ هَذَا سَيِّدٍ وَاعْلَمْ اَنَّ  
 اَنَّ اَبْنَاءَ بَنِي اَبِي قَتِيْبٍ عَقِيْبِيْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَمِيْرًا يَوْمَئِذٍ  
 وَاَسْبَاطُ رَجُلٍ اَمِيْرٍ يَوْمَئِذٍ كَمَا كُنْتَ اَمِيْرًا يَوْمَئِذٍ

بڑی بڑی عتبات میں صلیح گرا (سنگ لگا)۔ اور دونوں صاحبزادوں امام حسین  
 اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے باجستہ میں فرمایا: سیدنا شہداء  
 عَلِيٍّ الْحَسَنَةِ الْحُسَيْنِ وَالْحَبِيْبِ اَبِي قَتِيْبٍ کے جوانوں کے سرور  
 امام حسین اور امام حسین رضی اللہ عنہما ہیں۔ اسکی وجہ سے صاحبزادہ  
 کو سب سے پہلے ان کے ابا پھر ان کی اولاد کو پھر علی نقیب دیا گیا۔ جیسے کہ  
 ان کی اولاد کو قاضی علی اور دامادوں کی اولاد کو راجہ ... کہا جاتا ہے۔ پھر  
 لا ادر رضی اللہ عنہما جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے

چھوٹی صاحبزادی سی اور قاصد ہے کہ ماں باپ کو چھوٹی اولاد سے نہایت محبت ہوتی ہے اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زکریا رضی اللہ عنہما سے بہت نریا وہ محبت بھی جتنی کہ اور صاحبزادیوں سے نہ ملتی آپ نے فرمایا ہے کہ قاطعۃً بغضۃً مطلقۃً یُربیبنی منی ما اُمر ابھا و اولادہ یعنی ما اذا ہذا و ظاہر میرے حبیب کا شکوہ ہے جس چیز سے اس کو تکلیف ہوتی ہے اس سے مجھ کو تکلیف ہوتی ہے اور جو چیز اس کو ستاتی ہے مجھ کو بھی ستاتی ہے۔

مسلمان ہمیشہ اس بنا پر حضرت قاطعہ کی اولاد سے محبت کرتے ہیں اور حرام کی فکر سے بچتے ہیں۔ اولاد طغوت خاندان شیخ الاسلام مرتے ہوئے ابوالحسن بنکال مینا)۔

(۳) اسلام ربانی حضرت محمد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔

وہ محبت اہل بیت کے لئے ہے۔ اہل بیت کے لئے اس محبت کی ایک اصحاب کرام کی محبت اہل بیت ہا تعلیم و توفیق وسیع اصحاب کرام کی محبت اہل بیت کا سرچشمہ ہے۔ محبت اہل بیت ایمان است۔ محبت اہل بیت سرچشمہ ہے۔ محبت اہل بیت است۔ یعنی جو شخص اہل بیت سے محبت نہیں رکھتا وہ خارجی ہے اور جو صحابہ کرام سے بیزار ہو اور مخالفت رکھتا ہے وہ رافضی ہے اور جو محبت اہل بیت کے ساتھ تمام صحابہ کرام کی تعلیم و توفیق کرتا ہے وہ سنی ہے۔ اہل بیت کی محبت اہل بیت کا سرچشمہ ہے۔ محبت اہل بیت اہل سنت کا سرچشمہ ہے والا۔

(مختصات مجدد الف ثانی جلد دوم صفحہ ۱۰۰)۔

(ب) نیز حضرت ہدایت فرماتے ہیں کہ:-

عجبت امیر الفضل علیہ السلام سے تیری (مخلقات کے مثل) رفض است۔ یعنی حضرت امیر علی رضی اللہ عنہ یعنی مشر عنہ سے محبت کر لینا عام رفض و شیعتہ نہیں ہے بلکہ مخلقات کے مثل سے بیزاری اور عناد رکھنا ہی رافضیت اور شیعتہ ہے۔ (ایضاً صفحہ ۱۰۰)۔

حضرت مجدد صاحب کے مطلق حضرت کاجہدی کی عقیدت یہ ہے کہ فرما کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسانی ہر کافر رنگ، لحد اور ذوق کو اپنے آپ سے جدا ہوتا بہتر کہے۔ ہم ان کو مجدد مانتے ہیں اور یہ ان کا حال ہے۔ حدیث شریف میں آگاتا ہے کہ کمر صدی میں ایک مجدد ہوگا جو دین کو نندہ کریگا۔ ان کے مجدد ہونے پر است کا اجماع ہے۔ (جلس ذکر حقہ مفتوح ص ۳۰ سورہ ۲ اور آیت ۱ صفحہ ۱۰۰)

(م) عجب کہ اسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب خان قوی فرماتے ہیں:- ۱۔ اہل بیت، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہئے حق میں چشم و چراغ ہیں۔ چنانچہ نزدیک استکبار اصحاب اور حُجُب اہل بیت دونوں کے دونوں ایمان کے لئے بنزد دو پر کے ہیں۔ دونوں کے کام چلے ہے۔ جیسے ایک پر سے طائر بلند پرواز نصرت پروردگار تو کیا ایک ہشت بلی اڑ نہیں سکتا۔ ایسے ہی ایمان بھی بچے دونوں



تخلیو فرمایا گیا ہے۔ اس لئے اپنی سنت و ابھاعت اذواج کے ساتھ مطہرات کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اور چونکہ حدیث کے الفاظ میں مذکورہ چاروں حضرات کو کسی اہل بیت فرمایا گیا ہے اس لئے ان کو عموماً اہل بیت کے تعبیر کرتے ہیں اور قرآن و حدیث کے مفسرین میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتے ہیں کہ۔۔

ہاں! یہی اذواج مطہرات جو امہات مومنین یعنی سب مسلمانوں کی ماں ہیں۔ ان کی نسبت جو کہ حضرت شہید شامیؒ فرماتے ہیں سب ہی جانتے ہیں حالانکہ اصل اہل بیت وہی ہیں۔ کیونکہ اول تو اہل بیت کے معنی بیعت اہل خانہ ہے۔ اتنی بات تو ان کو کچھ نہ جانتے ہوں، سو اہل خانہ علی صاحبہا بھی جانتے ہوں لہذا یہ وہ مشہور مسووی ہیں جن کے اقوال کا جو اس حضرت عائشہؓ نے نقل کیا ہے وہ اس قدر معتبر ہیں کہ بیعت تکلمہ عشر میں واقع ہوا ہے تو اذواج مطہرات ہی کی شان میں وارد ہوا ہے۔ گو حضرت علیؓ اور حضرت زہراءؓ اور حضرات مہین بھی پورے عوام لفظاً بہ سبب انہیں حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت ہونے کی نصیحت میں داخل ہو گئے ہیں لہذا ایضاً وہی ہیں۔ نیز فرماتے ہیں کہ: اس تقریر سے سب پر واضح ہو گیا کہ تکلمہ عشر سے جو اذواج کا اہل بیت ہونا اور حدیث کے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت زینبؓ کی بھی اہل بیت ہونا ثابت ہوا ہے سب صحیح اور درست ہے اگرچہ شیعوں کی کچھ مبالغہ آلودہ ایضاً مشاعرہ۔

حضرت مولوی جتوئی نے اپنے طریقہ پر ایک شیعہ مجتہد کو جواب دے لکھے ہیں کہ  
 اہل بیت کے مفہوم کے سلسلہ میں میں نے الزام رکھ دیا ہے لیکن  
 یہ بھی امر واقع ہے کہ عباسی پادری بھی مسلک اہل سنت و اہل امت  
 کے خلاف اہل بیت صرف ازواج مطہرات کو کہتے ہیں۔ اور حضرت علی  
 وغیرہ کو نہ حضرات کو اہل بیت سے خارج کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ  
 مولانا عباسی نے ان احادیث کو وضعی (من گھڑت) قرار دیا ہے  
 جن سے ان حضرات کا بھی اہل بیت ہونا ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ لکھتے

کہنا:  
عباسی افواض کی خاطر ہی علیؑ و آلہ علیہ السلام کے کسی قرابت اور  
اہل بیت میں شامل کرنے کے لئے حدیثیں وضع ہوئیں انہو اختلافات  
معاذ اللہ فریاد عرض مولف طبع سوم ص ۲۱۔

عباسی صاحب کی تصانیف سے ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث کے بارے  
 میں ان کا فکری بھی مشر غلام احمد پروردگار کا ہے کہ جو حدیث وہ چاہے  
 سنیں کے خلاف پاتے ہیں۔ اس کو بلا کمال وضعی اور من گھڑت  
 قرار دے دیتے ہیں۔ خواہ سامنے محدثین امت اس کو صحیح قرار دیا  
 اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب اذکار الحق کی حدیث  
 کا مطلب بیان کرتے ہیں جس طرح عباسی صاحب نے مہارت دکھائی ہے  
 اس کی بحث پہلے گزر چکی ہے۔ اعلیٰ حضرت شاہ صاحب نے وہاں  
 بعض کتابی آیات کی تشریح فرمایا کہ اس کا سہاق متعین کیا چلے گا

کے اندر دکھایا ہوا ہے کہ تاریکی و اظلمات کے تسلسل کرنے اور ان  
 کے مطالبہ یہاں کرنے میں انہوں نے کیا کچھ نہیں کیا ہوگا۔ اور اسی  
 ہدیہ نامہ جی فقرہ کے اثرات سے بعض علماء بھی محفوظ نہیں رہے اور  
 حضرت علیؑ اور حضرت امیر معاویہؓ کے اختلاف و نزاع میں  
 وہ بھی تحقیق پہلے مسئلہ کے مسلک امت علی سے ہٹ کر افرات و تفریط میں  
 مبتلا ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ایک مصنف عالم کو حضرت معاویہؓ پر مبنی اختلاف  
 کی عقیدت میں اتنا غلو ہو گیا ہے کہ وہ حضرت معاویہؓ کی طرف اجتہاد  
 خدا کی نسبت کرنے کو بھی برا ثابت نہیں کرتے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:—  
 (۱) حضرت معاویہؓ کا یہ موقف تھا جس کی صحت میں شرعاً یا عقلاً  
 کسی طرف کلام کی گنجائش نہیں۔ علیؑ نے سلطان ان کے موقف کو بھٹکے  
لیکن بعد کے سطح میں محکمیں و مؤثر نہیں ملے ان کے اس موقف کو کچھ  
بغیر اسلئے قائم ہوا ان کی دعا کے جتنا دلی سے تعمیر کر دیا۔ اس کی  
تعمیر اتنی ہوئی کہ بعض علماء کے تحقیق پہلے اس معاملہ میں ہٹکا  
ہو گئے اور اسے علماء کے اجتہاد ہی کہنے لگے حالانکہ کسی دلیل شرعی  
یا عقلی سے ان کی عقل ثابت نہیں ہوتی الا (الطہار حقیقت جواب  
خلافات و مکررات جلد دوم ص ۳۰۰)۔

(۲) یہاں اس دستور کی نکتہ کی وضاحت لازم ہے جس کی طرف  
 عالم نامہ پر نوادیں اور متاخرین فقہاء و محکمیں کا ذہن نہیں لگایا کہ  
 ان سب حضرات کا رجعت سے انکار خلافت مرقنوی تسلیم کرنے



سے انکار کے مترادف نہیں تھا۔ (۱) (ایضاً صفحہ ۵۰)۔  
 (۳۱) موردِ اعتراض کی طرح مصنفت نے صورت بھی حضرت علیؑ کی نگاہ  
 کو مستقل نہیں سمجھتے بلکہ ہنگامی اور عبوری قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ  
 لکھتے ہیں کہ:-

ان حالات پر نظر کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت علیؑ  
 کی خلافت اگرچہ بعض صحیحہ تھی اور بنے خاک و غلط پر مبنی تھی لیکن  
 ان کی خلافت کی نوعیت ہنگامی (EMERGENCY) خلافت کی تھی۔  
 جس میں پیشے عالمِ اسلامی کے مائتدے شریک نہ تھے۔ (۲) (ان کی اکثریت  
 نے اپنا حق رائے دہی استعمال نہیں کیا تھا۔ اس صورت میں شرفاً  
 و عقلاً ہر طرح لازم تھا کہ اس سب حالات پیدا ہونے کے بعد انھوں  
 رائے دار کیا جائے۔ (۱) (ایضاً صفحہ ۵۱)۔

(۳۲) حضرت معاویہؓ کی رائے کو بہ نسبت حضرت علیؑ کی رائے کے فیڈ  
 صحیح قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:-

دونوں حضرات کی رائے اپنی اپنی جگہ صحیح تھی اور ان کے ادیبان  
 صحیح و غلط یا خطاء و صواب کا تقابل نہ تھا۔ لیکن اگر اس وقت  
 سے یہ کہ موجود زمانہ تک کے واقعات اور مشیعی کردار سے استفادہ  
 کریں تو ان کا موقف جو صواب یہ ہوگا کہ حضرت علیؑ کی رائے صحیح ضرورتاً  
 تھی مگر حضرت معاویہؓ کی رائے آج یعنی نسبتاً آج اور صحیح تھی۔ (۱) (صفحہ ۵۱)  
 (۳۳) حقیقت یہ ہے کہ بظاہر واقعات کو دیکھنے کے بعد ہر شخص اس

تجربہ پر پہنچنا کہ حضرت مسیحؑ کو معزول کرنے میں عجلت فرما، حضرت  
علیؑ کی مشرتا نہیں بلکہ سیاسی غلطی تھی۔ اس سے مذاہن کی دینی  
حکومت میں فرق آتا ہے۔ مذاہن کے سر پر ہونے پر کوئی حرج نہ ہو، مسلم  
نہ تھے مگر ان سے ایک سیاسی غلطی ہو گئی تو مذہبی تعجب ہے کہ کوئی  
عیسائی لکھنا ایسا احمق و حقیقتاً جوہر نفرت و ملوکیت جلد و وہ سنگم  
عام ہوسوں کی تندہی تھا۔ اس پر تبصرہ کرنی یہاں گنجائش نہیں  
تجربہ اس لئے یہاں نقل کر دیں کہ حضرات علما کے اہل سنت  
اس جہد مبارکی نقل کے اثرات کا جائزہ لیں۔ خود ان سے مسئلہ ان اہل  
سنت و جماعت کو بچانے کی کوشش کریں۔

حضرت امام حسینؑ یعنی شہداء حضور علیہ السلام  
حسینؑ و زینبؑ
 مسلمات علیہ وسلم کے محبوب و نواسہ ہیں۔ گوشت  
 و راق میں ان کی محبوبیت و عظمت کے حلقہ بیض اہل بیت نقل کر  
 دی گئی ہیں۔ مزید کے غلات آپؑ نے ہو اقدام کیا اس میں آپؑ حق  
 پر تھے اور اپنے وقت پر استقامت کے نتیجہ میں آپؑ کو شہداء  
 اعیانہ ہوا ہے۔ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں۔ حضرت امام حسینؑ  
 کی شہادت کے ثبوت اور مخالفین کے اعتراضات کے جواب میں بیانی  
 اور اصول و وجوہ تہت اسلام حضرت زینبؑ صلوٰۃ اللہ علیہا و آلہا و سلم  
 کے مفصل لکھنا یہ مکتوب کا طے اور حدودی ہے اور امام حسینؑ اور زینبؑ  
 کے مسئلہ پر اور شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد علی کا مکتوب مکتوبات شیعہ کا

بعد ازیں میں شائع ہو چکا ہے۔ جس میں حضرت خانقوئی کے طویل مکتوب کے سبب انتہا سادہ درج فرما دئے ہیں۔ اور حضرت خانقوئی کا یہ فصل مکتوب گزشتہ حضرت کے مجموعہ کا قیام قاسم العلوم میں شائع ہو چکا ہے (۲) گو مولانا عبد عباسی اور اعلیٰ حقیقت کے مصنف موصوفت یزید کو صالح عادل خلیفہ تسلیم کرتے ہیں اور اس توقفت کا تائید میں عباسی نے اپنی تصانیف میں تفصیل بحث کی ہے۔ لیکن عزائم ان کا موافقت ان کے بالکل جدا ہے۔ اور وہ یزید کو کاسق قرار دیتے ہیں چنانچہ بطور نمونہ حسب ذیل عبارات قابل ملاحظہ ہیں :-

(۱) امام عباسی حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں :- یزید بے دولت اور مرفہ فساد است توقفت مد لعنت او بنا بر اصل مقولہ اہل سنت است کہ شخص معینی را اگر چه کافر باشد قبول بر لعنت نہ کردہ اند مگر آخر بعض معلوم کنند زلتم او بزرگتر جودہ کا بی سبب ابھی و امر نہ اند او شایان لعنت نیست لہذا مکتوبات مجدد الف ثانی جلد اول صفحہ ۲۴۹ مکتوبہ نمبر ۲۴۹ -

(ترجمہ) یزید بے تعیب قاسموں کے گروہ میں شامل ہے اس پر لعنت کرنے میں توقفت اہل سنت و اہل امامت کے ایک مقرر اصول کی بنا پر کیا جاتا ہے کہ جب تک کسی شخص کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا خدا کا کفر پر ہونا ہے مثلاً ابولہب عینی اور اسکی مولا کے۔ ان وقت تک کسی معینی شخص پر لعنت جائز نہیں ہے خواہ وہ کافر



لیکن یزید اس حالت میں نہ راگ (حضرت) ہیں الزمیر خود وہ لوگ  
 پہلوں کے منکر ہیں آپ کی بیعت کی نقل یزید کی بیعت سے باہر تھے۔  
 اور مسلمانوں کے تمام مشہور ہیں اس کی حکومت قائم نہیں ہوئی تھی۔  
 (ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے تحت حضرت  
 شاہ ولی اللہ محدث چترپتی کو فاعلا الطولانی (قرامی) کی طرف بلائے  
 داخل (میں) شہداء کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:-

اور گرامی کی طرف بلائے۔ ان میں سے ملک شام میں چترپتی تھا اور  
 عراق میں تھا۔ ویزید دیکھ کر (کہ) اللہ تعالیٰ عظیم اور عظیم از  
 سوا (بزرگتر) نہ تھی۔

(۳) محمد احمد شاہی اپنے تقریر کی تائید میں علامہ ابن تیمیہ کے اقوال  
 بھی پیش کرتے ہیں مثلاً کہ علامہ مرحوم یزید کو ایک بادشاہ مانتے  
 تھے کہ صاحب المظفر۔ چنانچہ لکھتے ہیں:- والفیل فی اللہ عجلت  
یوسف فان الظلم من یزید (انفاق ان من ومع هذا یقوال  
 خایہ یزید واما لہ من الملوک ان یكونوا قسما فکلف الناس  
 المعین لیست ما موسیٰ بها) (منہاج السنہ جلد دوم ص ۲۸۸) یعنی  
 یزید بھائی بن یوسف سے بہتر ہے کیونکہ وہ یزید سے زیادہ ظالم ہے  
 اور اس پر سب لوگوں کا اتفاق ہے۔ علامہ ابن تیمیہ نے کہا ہائے گا  
 کہ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یزید اور اس کی مثل دوسرے  
 بادشاہ فاسق تھے۔ لیکن معینی فاسق پر لعنت کرنا شریعت کے

عقلم نہیں دیا اور مجاہد کو مزید سے زیادہ وقار کھیلے گا۔ طلب میں ہونے کا  
 ہے کہ گویا یہ بھی ظالم تھا لیکن مجاہد اس سے زیادہ سخت۔

عقب اور مجاہد کے متعلق علماء میں ترمذی فرماتے ہیں:۔ وكان الحسن  
 البصري يقول ان العجالة عذاب الله فلا تملحوا عذاب الله  
 يا بنيكم ولكن عليكم بالاسكحة والنخوع ايضا ملأ باور  
 امام حسن بصری فرمایا کرتے تھے کہ مجاہد تو اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے اس  
 لئے تم اس کو اپنے ہاتھوں کے ذریعہ نہ ہٹاؤ بلکہ اللہ تعالیٰ کے  
 ہیں عاجزی اور نرمی کے ذریعہ اس عذاب کو ہٹاؤ۔

اجماع علماء ترمذی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو شہید ہونے کے میں  
 پناہ نہ دیتے تھے کہ:۔ واما مقتل الحسين رضي الله عنه فلا  
 مريب ان قتل مظلوما شهيد انما قتل اشباهه حسن  
 المظلومين الشهيد آء و قتل الحسين معصية لله ورسوله  
 ممن قتله أو أذن بقتله أو رضی بذلك وهو معصية  
 أصيب بها المسلمون من أهله وخبر أهله وهو في حقهم  
 شهادة ليدور في درجاته وعلو منزلته والایضا بلد ورم  
 ص ۴۴۔ یعنی حضرت حسینؑ کا قتل شہید میں جو اذن قتل کئے گئے  
 ہیں جیسا کہ آپ کی تاریخ دو حکم مظلوم شہداء قتل کئے گئے ہیں اور  
 حضرت حسینؑ کو قتل کرنے میں امتداد اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی تلافی پائی جاتی ہے اس لوگوں کی طرف سے جنہوں نے آپ کو قتل

کوا ہے یا آپ کے قتل پر عاصی کی ہے ان کے قتل پر راضی ہوتے  
ہیں۔ اور یہ ایک صحیح بات ہے جو تمام مسلمانوں کو پہنچی ہے خواہ آپ  
کے گھر والے ہوں یا دوست۔ اور وہ آپ کے حق میں ایک شہادت  
اور درجہ اور مرتبہ کی جندی ہے الخ۔

۱۵) نیز علماء ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:۔ «الحسن والحسين من اهل  
اهل بیتہ اختصا عثا بہ کما ثبت فی الصحيح انه اذا ركب  
ابن علیؑ وفاطمة وحسن وحسين ثم قال اللهم هؤلاء اهل  
بیتي فلا تذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیراً» (ایضا صفحہ ۲۲)۔  
یعنی حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل  
بیت میں سے زیادہ عظمت والے اور حضورؐ کے ساتھ خصوصیت رکھنے  
والے ہیں، جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضورؐ نے اپنی چار  
حضرت علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ پر لپیٹا اور فرمایا اے اللہ، یہ  
میرے اہل بیت ہیں پس تو ان سے دین پر پلید کی بات نہ کر اسے  
اللہ ان کو بہت نیا اور پاک کرے۔ یہ وہی اللہم هؤلاء اهل  
بیتي والی حدیث ہے جس کو علماء ابن کثیرؒ صحیح کہتے ہیں اور علماء  
عباسی اسکو وضعی (من گزشتہ) قرار دیتے ہیں۔

۱۶) حضرت عثمان غنیؓ لکھا اللہ علیہ رحمۃً ہے۔۔۔ بنید فاسق تھا اور  
فاسق کی ولایت حاکمیت فی ہے۔ دوستوں کو اپنے ہاتھوں میں جکڑ  
الٹانے نامانوس سمجھا اور کراہ میں اتفاق دیا نہ تھا مگر واجب نہ تھا

اور جس کے بالحق ہونے کے سبب یہ ظلم ہوا اور مقتول مظلوم شہید ہوتا ہے۔ شہادتِ فراد کے ساتھ مظلوم نہیں۔ ہم اسی بنا کے مظلومیت پر حق کو تسلیم نہیں گے۔ باقی تحریر کو اس کتاب میں معذور نہیں کر سکتے کہ وہ مجتہد سے اپنی تقلید کیوں کر انکار کرے جبکہ حضرت امام آخروں فرماتے ہیں کہ مجھے کوئی کہہ نہیں سکتا۔ اس کو تو عداوت ہی تھی۔ پتا چلے امام حسینؑ کے قتل کی بنا ہی تھی اور مسئلہ کی اعانت کا جواب الگ بات ہے۔ مگر مسئلہ ہونا کیا ہمارے لیے مظلوموں نا اہل کو۔ اس پر غور واجب تھا کہ معزول ہو جائے پھر اہل عمل و عقیدہ کسی اہل کو تقلید بنا لیتے؟ (امداد القضاہ جلد ۲ صفحہ ۶۷)۔

(۵) شیخ الاسلام حضرت سرافند نے فرماتے ہیں:-

غلامِ اسلام یہ کہ وہ نہیں ہیں جس کے ان لوگوں کا قول کہ حضرت عروج دینی شہداء کے ذمہ دینیات میں زیادتیوں یا غلطیوں کا اور اس کی تیسری اور پھر انہوں نے اس کو نامہ جو کیا بالکل غلط ہے ہاں ہو سکتا ہے کہ وہ اس وقت میں غلط طور پر فسق و فجور میں مبتلا ہو مگر ان کو اس کے فسق و فجور کی اطلاع نہ ہو۔ ان کی وفات کے بعد وہ کھیل کھیل اور جو کہ نہ ہونا چاہیے تھا کر بیٹھا: (مکتوبات شیخ الاسلام جلد اول صفحہ ۱۲۵)۔

اب، نیز فرماتے ہیں:- علاوہ ازیں فاسق ہونے کے بعد غلط معزول



ہو جاتا ہے یا نہیں۔ یہ مسئلہ اس وقت تک ٹھنک نہیں ہوا  
 تھا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اہل ان کے عقیدے کی مدد کے لیے  
 تھی کہ وہ سوز و دل ہو گیا اور اسی بنا پر اصلاح امت کی فرض سے  
 انہوں نے جہاد کا ارادہ فرمایا۔ پھر اوجہ اس کے طبع کا مسئلہ تو آج  
 بھی متعلق علی ہے۔ یعنی اگر خلیفہ نے اس کتاب فتنی کیا تو اصحاب  
 قدسیت پر اس کو حمل کر دینا اور کسی عادل متقی کو خلیفہ کرنا لازم  
 ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ اس کے حمل اور طبع سے مفاسد مصالح سے  
 ناکہ نہ ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اہل ان کے اخبار کی  
 رائے میں مفاسد زیادہ نظر آتے وہ اپنی بیعت پر قائم ہے۔ اور  
 اہل مدینہ کے طور پر بعد از بیعت اور واپسی وفد از مدینہ میں ایسا ہو گیا  
 نہیں کیا اور مسلمانوں کے طبع کی حالت کو دیکھ کر قیامت قیامت  
 حق نمودار ہوا جس سے مدینہ منورہ اور مسجد نبوی اور حرم حرام کی  
 انتہائی بے حریتی اور تذلیل ہوئی۔ کیا مقتولین قرہ کو شہید نہیں  
 کیا جائیگا الا (ایضاً منکھ بات شیخ الاسلام رحمہ اللہ)۔

(۹) اہل سنت حضرت مولانا عبد الحکیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک  
 عالم ربانی ہیں جو اپنے دور میں سنی شیعہ فرائض مسائل کی تحقیق میں  
 ایک خاص بصیرت اور اجتہادی شان رکھتے ہیں۔ اور آپ کی تصانیف  
 صدیوں تک ان مسائل میں اہل سنت والجماعت کی رہنمائی کرتی  
 رہیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مولانا موصوف نے ایک کتاب تفسیر اہل

کا ترجمہ بنام تنویر الایمان لکھا ہے۔ تفسیر الجہان کے مصنف علامہ ابن حجر مکی شافعی متولی سنہ ۷۷۰ یا بقول بعض ۷۷۱ء ہیں۔ امام اہل سنت اپنے ترجمہ تنویر الایمان کے سامعہ میں لکھتے ہیں :-

معاذہ و معنی ہمارے علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تفسیر الجہان حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ایک مشہور اور بڑے نفیر کتاب ہے اور اس کتاب کی ضرورت ہندوستان میں کسی سے ظاہر ہے کہ ہندوستان کے بادشاہ ہمایوں کی درخواست پر یہ کتاب تالیف ہوئی۔ تفسیر الجہان میں ایک جگہ لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن حزم انصاری سے فرمایا تھا کہ :-

خلافت کے لئے میرے اور دو سرے صحابہ کے سوا اور کوئی باقی نہیں اور میرا بیٹا ان کے پیشوں سے زیادہ مستحق ہے :- تنویر الایمان ترجمہ تفسیر الجہان ص ۱۱۱ اس روایت کے واسطے پر امام اہل سنت نے نے یہ لکھا ہے کہ :- استحقاق کی یہ وجہ نہ تھی کہ خلیفہ کا بیٹا خلافت کا حقدار ہے اور نہ خلفائے راشدین کی اولاد خلافت کی مستحق ہوتی بلکہ یہ وجہ تھی کہ حبشہ ہمدانی کے باپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے کجست باطن معلوم کر کے اس کا موقع نہیں ملا۔ اور ۷۷۱ء کو صالح اور ہمدانی لکھتے ہیں :-

اب :- نیز امام اہل سنت مولانا کھنوی اپنی کتاب جوہرۃ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تحسین تصنیفات ص ۱۱۱ پر لکھتے ہیں :-

حضرت علیؑ کے فرزند حضرت حسینؑ کا واقعہ کر بلا سبق لینے کے لئے  
 کال ہے کہ ایک فاسق کے ہاتھ پر بیعت مذکی ادا اپنی آنکھوں  
 کے سامنے تمام غلامان کو کٹا دیا اور خود بھی جان دے دی۔ بسلا  
 جس کے چیلے کی استقامت اور محبت کا یہ حال ہو اس کے باپ کی  
 نسبت یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اس نے بخوف جان یا بطبع دنیا کھلا  
 غاصبوں کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ عاٹ و کلا ۔

جہاد قسطنطنیہ کی پیشگوئی

یہی صاحب اور ان کی پادشاهی  
 تریہ کی حمایت میں صحیح بخاری  
 کی یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 اقل جیش من اثمی بغز وں مدینة قیصر مفسور لہم  
 (بخاری کتاب الجہاد) ۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت  
 کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر (یعنی قسطنطنیہ) پر جہاد کرے گا ان کے  
 لئے مغفرت ہے۔

یہاں صاحب اس حدیث کے تحت قسطنطنیہ کی شرح بخاری کی روایت  
 پیش کرتے ہیں ۱۔ کان اول من غزا مدینة قیصر عزیل من  
 معاویة وصف جماعة من سادات الصحابة کابن عباس و  
 ابن عباس و ابن الزبیر و ابی العیوب الانصاری۔ (عاشیہ صحیح  
 بخاری) ۱ ترجمہ (مدینہ قیصر (قسطنطنیہ) پر سب سے اول جہاد  
 تریہ میں معاویہ نے کیا اور ان کے ساتھ سادات صحابہ مثل ابن عمر

و این عباسی و ابن الزبیر اور ابو ایوب انصاری کی یککالت  
 تھی اختلاف معاویہ و زید علیہ السلام و سمر ۱۹۷۰ء اس  
 کے بعد نکلتے ہیں کہ۔ علامہ ابن جریر نے فتح الباری شرح بخاری میں  
 فرمایا ہے کہ یہ حدیث حضرت معاویہ اور ان کے فرزند ابی ہریرہ کی  
 منقبت میں ہے۔ ساتھ ہی الجلب کا یہ قول نقل کیا ہے۔ قال  
 الجلب فی هذا الحدیث منقبة بالعبودية لانه اول من خیر  
 البکر ومنقبة لولده لانه اول من خیر مدینة قیصر و ماشی  
 صحیح بخاری ج ۱ (۱۸۸)۔ (ترجمہ) اس حدیث کے بارے میں (۱۸۸)  
 الجلب نے فرمایا کہ یہ حدیث منقبت میں ہے حضرت معاویہ کے  
 کہ انہوں نے ہی سب سے پہلے مدینہ قیصر (مکہ منورہ) پر جہاد کیا اور  
 معاویہ و زید علیہ السلام۔

یہاں پہلی عباسی صاحب نے اپنی روایتی عبارت کا ثبوت دیا  
 ہے کہ حدیث الجلب کا قول تو نقل کر دیا لیکن اس قول کی تردید  
 میں شعلہ ہی جو عبارت ان مشاہیر میں حدیث نے لکھی ہے اس کو  
 ترک کر دیا۔ چنانچہ علامہ اس پر اگر الجلب کے قول کے بعد نکلتے ہیں۔  
 و تعقبہ ابن النین و ابن المنیر و صاحبہ ان لا یلزم  
 من دخوله فی ذلك العصور ان لا یخبر بہ بدلیل خاص اذ  
 لا یختلف اهل العلم ان قولہ صلی اللہ علیہ وسلم مغفوس  
 لهم مشروط بان یکونوا من اهل المغفرة حتی لو اربعت

بعد میں میں نے اسے بعد ازاں تحریر کیا۔ اسی نے اسے  
 اتفاقاً قندل علی بن المراءہ منقور میں وحید شرط منقور  
 فی القندل۔ (تحریر) الجلب کے تحت کیا ہے اس میں اس میں اور  
 اس میں نہیں ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نیزہ کی اس بیگونی کے قلم میں  
 داخل ہونے سے یہ قلم نہیں آتا کہ وہ اس اور خاص دلیل کی بنا پر  
 اس سے خارج نہیں ہو سکتا کیونکہ اہل علم سے کوئی بھی اس میں اختلاف  
 نہیں کرتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ جہاں تک قسطی  
 میں شامل ہونے والے سب افراد بخش دئے گئے ہیں۔ اس شرط کے  
 ساتھ مشروط ہے کہ وہ مغز کے اہل ہوں۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص  
 کے بعد اللہ میں سے توبہ ہو جائے تو وہ اتفاقاً اس میں بشارت میں  
 داخل نہیں رہے گا۔ لہذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مغز کا قلم یعنی  
 اہل کے جگہ کیے جانے سے مراد وہی لوگ ہیں جن میں مغز کی بشارت  
 پائی ہو گئی ہے۔ قسطی شریعہ بخاری اور حدیث البخاری المعروفہ یعنی  
 شرح بخاری میں بھی جواب لکھا ہے اگر عباس صاحب فتح بخاری  
 کی پوری عبارت لکھ لیتے تو کتاب پر پڑھنے والوں کے سامنے الجلب  
 حدیث کے استدلال کا جواب بھی آجاتا۔

(۲) وہ دلیل خاص کیا ہے جس کی وجہ سے محدثین نے قسطی  
 والی بشارت سے حید کو خارج قرار دیا ہے۔ سو بخاری شریف میں  
 ہے۔ قال ابوہریرۃ سمعت الصادق المہدی علیہ السلام

علی وسلم ہلکۃ اُمتی علی ہمدی خلیفۃ من قریش (جنتی) کتاب الفتن) یہی حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے صادق الخلفاء  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میری امت کی ہلاکت چند  
 قریشی لوگوں کے ہاتھوں ہوگی۔ عافک ابن ہرستکافؓ نے خلیفۃ کے لفظ  
 کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قلت وقد بطلن الخلیفۃ  
 وحقلم بالشیخ فیربط الضعیف العقل والمتدیر والدین ولو  
 کان محنتا وهو السواد هنا افصح ہمدی جلد ۱۲ ص ۱۰۰ (ترجمہ)  
 میں کہتا ہوں کہ خلیفۃ اور خلیفہ (چھوٹا آدمی) کا لفظ تصغیر کے ساتھ  
 کبھی ضعیف العقل، ضعیف السیر اور ضعیف الدین پر بھی بولا جاتا  
 ہے اگرچہ وہ جوان بھی ہو اور یہاں روایت میں یہی ملا ہے۔ یعنی  
 وہ عقل، تدبیر اور دینی کے اعتبار سے کمزور ہوں گے۔ اور فتح قبلی  
 میں ہی حضرت ابو ہریرہؓ نے اسی اللہ عزوجل سے روایت کیا ہے۔ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعوذ باللہ من العاصق الغیبان  
 قالوا وما العاصق الغیبان قال ان اعصمتمہم ہلکم ای فی  
 دینکم و ان عصیتہم اہلکوا کراۃ فی دنیاکم و ان عصا فی  
 النفس او باذھاب المال او بہما۔ (فتح الباری جلد ۱۲ ص ۱۰۰  
 کتاب الفتن) ۱۱۔ (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
 میں لوگوں کی حکومت سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ عاصق کے معنی  
 کیا کہ لوگوں کی حکومت کیا ہے۔ تو فرمایا کہ اگر تم ان کی اطاعت

کرو گے تو ہلک ہو گے۔ یعنی دین کے پائے میں اور اگر تم ان کام  
نہ مانو گے تو وہ تمہیں ہلک کر ڈالیں گے یعنی تباہی دنیا کے پائے  
میں جان بھر یا مال بھریں کرنا جان و مال دونوں یکو۔ نیز فتح مبارک  
جلد ۳ میں ہی ہے، **وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ ابْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ كَانَ**  
**يَسْتَحْيِي فِي الْمَسَاقِ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ لَا تُكْرِهْنِي سُنَّةَ يَسْتَحْيِي وَلَا**  
**أَهْلِي الْعَبِيَّاتِ**۔ (ترجمہ) اے اللہ! میں اپنی مشیبت کی ایک دوا یہ ست  
میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ بنا رسول میں چلتے پھرتے فرماتے تھے کہ  
اے اللہ! ساتھ مجھ پر کاڑھا نہ مجھ پر نہ گھڑے اور نہ لوگوں کی حکومت  
(اُمّة العبيات) مجھ پر پائے۔ اور ابوداؤدؒ و الترمذیؒ جلد ۱ میں ملاحظہ  
ہیں کہ کثیر محدث نے حضرت ابوسعید خدریؓ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت  
نقل کی ہے کہ:- **سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ**  
**يَكُونُ خُلُوفٌ مِنْ بَعْدِ سِتِّينَ سَنَةً أَضَاهُوا الصَّلَاةَ وَاجْتَعُوا**  
**الشَّهَوَاتِ فَهُمْ يُلْعَنُونَ كَيْفًا**۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میں  
لے یہ ارشاد سنا ہے کہ ستھ کے بعد ایسے وقت ہوں گے جو نادانوں  
کو ضائع کر دیں گے تو ایسے لوگ عنقریب جہنم کی دوا میں ڈال دیے جائیں گے  
اور محافل بن جبر مقدونی نے فتح الباری میں ان دونوں روایتوں کی  
مراد بتلائے ہوئے لکھا ہے کہ:- **وَفِي هَذَا إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّ لَوَاكِلَ**  
**الْأَنْفِلَةِ كَانَ فِي سِتِّينَ سَنَةً يَزِيدُ وَهُوَ كَلَامُكَ فَإِنَّ يَزِيدُ**  
**بِإِنْ مَعَاوِيَةَ اسْتَخْلَفَ فِيهَا وَبَقِيَ إِلَى سِتِّينَ أَرْبَعٍ وَبِشَيْئِينَ**

طہارت۔ اور اس میں اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ ان نوجوان  
 لڑکوں میں پہلا نوجوان لڑکا سنتھ میں یزید تھا اور وہ ایسا ہی تھا  
 کیونکہ یزید بن معاویہ ہی اس میں غلیظ بنا یا گیا تھا اور وہ  
 سنتھ تک باقی رہا اس کے بعد فوت ہو گیا (فتح الباری جلد ۱۱  
 ص ۱۷) اور حضرت یزید کے بعد امامہ العسائیہ والی حدیث کی شرح  
 میں لکھا ہے :- و اولہم یزید علیہ السلام و کان غائباً  
 یفرغ الشیوخ من امامۃ ابیہما ان الکبار و یوتہا الامام  
 من القارب (عمدة القاری شرح البخاری جلد ۱۱) (قریباً  
 اور ان لڑکوں میں سے پہلا یزید ہے اس پر وہی شے جس  
 کا وہ مقدار ہے۔ وہ اکثر بڑوں کو بڑے بڑے شہروں کی اہل  
 سے ہٹا کر اپنے اقارب میں سے چھوٹوں کو یہ اہل کے چہرے  
 دے دیتا تھا)۔

خلاصہ کہ دو لڑکے معاویہ کا صدیقی یزید بن معاویہ ہیں سے اس  
 کی درست پائی نہائی ہے اس لئے محمد بن کے قسطنطین والی بشارت  
 کی حدیث سے یزید کو خارج کر دیا ہے۔ یہ امر قابل غور ہے کہ حدیث  
 بشارت والی حدیث اسی بخاری مشرفیت میں ہے جو حضرت شاہ  
 ولی اللہ محدث دہلوی حضرت مولانا مولانا صاحب خانواری اور  
 حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب ولی ثروت المعروف صاحب  
 میں اور اس کی سند طلبہ کو دیتے ہیں لیکن باوجود اس کے



یہ حضرات یزید کو فاسق قرار دیتے ہیں۔ علامہ ابن ابی شیبہ نے امریکی قبائل  
 لکھا ہے کہ اس قسطنطین کے ظلم میں حضرت عبداللہ بن الزبیر کی  
 تحفے اور بعض روایات کے مطابق حضرت امام حسین بھی تھے لیکن  
 باوجود اس کے یہ حضرات یزید کے مخالف نہیں ہیں۔ اگر وہ بھی  
 مندرجہ بشارات کا مصداق یزید کو سمجھتے تو اسکی مخالفت کیوں کرتے  
 اس سے ثابت ہوا کہ صحیح بخاری کی حدیث کی مندرجہ بشارات یزید کے  
 بارے میں نہیں ہیں۔ چنانچہ حکیم علامہ حضرت مولانا اشرف علی  
 صاحب ٹھٹھاروی بھی فرماتے ہیں کہ:

اسی طرح اس کو ایسی چیز کو، یقیناً مفقود کہا بھی جاتی ہے کہ اگر  
 اس میں بھی کوئی نص صریح نہیں۔ رہا استدلال حدیث مذکور سے  
 وہ بالکل ضعیف ہے کیونکہ وہ مشروط ہے شرط اوقات میں کہ یہ ایک  
 ساتھ اور وہ امر مجہول ہے چنانچہ قسطلانی میں بعد نقل قول بطلاب  
 کے لکھا ہے۔ **و تعقبہ ابن التیمی و ابن المنیر و ابن خلدون و ابن کثیر**  
**عبد بن محمد** (۱۳۳)

حدیث بشارات کے الفاظ مفقود ہونے لہم  
 سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس ظلم کی جہت  
 ایک غلط فہمی کا ازالہ  
 کے لئے مغفرت ہو گئی ہے کیونکہ اس میں کوئی قرینہ ایسا نہیں ہے  
 جس سے دوام سمجھا جاسکے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس ظلم  
 میں شامل ہونے والوں کے پہلے گناہ بخش دیے گئے ہیں اور آئندہ جو

کہ وہ کری گے اس کا معاملہ ہوتا ہے۔ برعکس ان کے اصحاب بد  
 کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بشارات دی ہے اس  
 کے الفاظ یہ ہیں۔ **يَغْسِلُوا رُءُوسَهُمْ فَيَمْسَحُونَ بِرُءُوسِهِمْ** (آپ تم پر  
 چاہر مل کر دے گا میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے) اس میں **يَغْسِلُوا** انا  
 شتم اس بات کا قرینہ ہے کہ اصحاب ہر کی بیٹھ کے لئے مغفرت  
 ہو گئی ہے۔ اور اس سے یہ شبہ نہ ہو کہ غلام و گنہگار کو بھی کہتے ہیں  
 کہ وہ ان کے لئے اہل مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے ان سے اختلاف  
 کا صدور ہی نہیں ہوگا جو مغفرت کے معانی ہو۔ یہ اسی طرح ہے جس  
 میں قرآن مجید میں اہل جنت کے لئے یہ فرمایا گیا ہے۔ **وَلَا يَحْزَنُونَ**  
**لَا أَفْئُتُونَ** (اور نہ ہائے لئے نہ ہائے لئے نہ ہائے لئے) یہ سب کہ ہو گا ہر  
 نفس چاہیے اس کا مطلب نہیں ہو سکتا اگر وہ گنہگار نہ ہو  
 چاہیں تو ان کو اس کی اہانت ہوگی کیونکہ جنت میں اہل جنت گناہ  
 کی عواہش کری نہیں سکتے۔

۱۱: قرآن مجید میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے جو رضی اللہ  
 عنہم و رضوان اللہ فرمایا گیا ہے اور **سُورَةُ الْفَتْحِ** میں اصحاب بیعت رضوان کے  
 لئے جو اس میں فرمایا ہے۔ **لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْكَ يَا خَدِيجُ الْوَدَّاعِ**  
**لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْكَ يَا خَدِيجُ الْوَدَّاعِ** (اگر آپ خدیج بن ابی سفیان  
 رضی اللہ عنہ کی بیعت کر رہے تھے) تو اس سے کسی کو یہ شبہ  
 نہیں ہونا چاہیے کہ ان اصحاب کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی

صرف اس وقت تک کہ نئے نئے یکر اس کے بعد کا معاملہ تھا ہے  
 کیونکہ اللہ تعالیٰ ماضی ہونے کا اعلان بندہ کے آئندہ کے حالات و احوال  
 کو پیش نظر کرتے ہیں۔ ورنہ اگر آئندہ چل کر انہوں نے اللہ تعالیٰ  
 کی رضا کے فوائد انحال کا ارتکاب کرنا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان سے دیکھا  
 ہونے کا پہلے اعلان دفرماتے۔ بہر حال اعلان رضا اور وعدہ مغفرت  
 میں بڑا فرق ہے۔ یہاں امام حسینؑ اور زیدؑ کی بے گھر سے تفصیل کا ذکر  
 نہیں ہے۔ اگر برحق ہیں اہل سنت کا مسلک اقتصر یہاں کر دیا جائے گا  
 تا واقعہ سنی مسلمان ہمیدہ خارجیت کے اثرات سے محفوظ رہ سکیں  
 واللہ العالی۔

## حضرت لاہوری اور سیاہی تحریکات

دانش نبوی کے تحت دین و دُشمنیت کی تبلیغ کی ہے  
 وہاں میں دُشمنیت کے لفظ و استحکام۔ قیام و رہنے کے  
 لئے کفر و باطل کی عالمی طاقتوں سے نبرد آزما بھی ہے۔ اگر زیدی  
 استبداد کے خلاف مسلمانوں کی جنگ درست جس میں کافر و بدو بندہ نے  
 مجاہدانہ و مسرف و شاذ حصہ لیا تھا بیحد عجیب و غریب کی درست و سچی  
 اس کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب امیر دہلی  
 سہل اور آپ کے، لقاء و ملائکہ نے فرنگی کاروان القتل کو ہٹانے کے لئے  
 جو قربانیاں دی ہیں بیحد صفحات تصدیق پر یادگار رہیں گی۔

شیخ المتقیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمتہ اللہ علیہ  
 بھی اہل علم کے حق کی ایک یادگار ہیں جو علامہ اقبال کے خلاف تبلیغ کا  
 کام کرتے ہیں۔ دارالعلوم کے سرکاری اسلامی تعلیم مرکز سے حضرت علامہ  
 علیہ کو جو فضائل نصیب ہوئے ہاں ہیبت کے ساتھ آپ کی بہانہ کلمات  
 میں پھیلا ہوا ہے۔ دہلی سے لاہور میں تقریب کر دینا اور پھر لاہور  
 ہی کو مرکز بن کر پچاس سال سے دائرہ رسالت کی روشنی کا جلوہ  
 بنایا حضرت کی ان خصوصیات میں سے ہے جس کی وجہ سے آپ کی  
 شخصیت میں علم و عمل کی حیثیت رکھتی ہے۔ چنانچہ اس مقام میں  
 حضرت شیخ المتقیر کے اعقائد و افہامات، عقائد و کلمات کا بیان مقصود  
 ہے اس لئے حضرت لاہوری کے اسلاف کو منہ سے نکلنے والے ہندوستان کی  
 اسلام اور ملت اسلامیہ کی خدمت و حفاظت کے لئے قربانیاں دی ہیں  
 اور انھوں نے جو کلمہ کی کتاب لکھی ہے، ان تعلیمات کے لئے  
 ہیرت مستی، محو شہید اور علمائے ہند کا شاندار ماضی، اور علمائے حق  
 اور ان کے مجاہدانہ کارنامے، مولانا حضرت مولانا محمد میاں صاحب لاہوری  
 رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

مولانا کی جنگ

علم کے بعد

مولانا کی جمعیت

جمعیت علمائے ہند اور حضرت لاہوری

مولانا میں جمعیت علمائے ہند قائم کی گئی تھی۔ چنانچہ حضرت مولانا

محمدریاض صاحب مراد آبادی دہلی کے تھے جنہوں نے ہندو کا شکار  
 ماضی نے کیا جمہوریت بلکہ ان کے وجود اور حالت کے تحت جمہوریت کی  
 روئے ہو کے حوالہ سے یہ نکلا ہے کہ ۱۱ نومبر ۱۹۴۷ء کو جب دہلی میں  
 خلافت کانفرنس کا پہلا اجلاس اس فرض سے منع کیا گیا تھا کہ خود  
 سے ملنا اور حکومت برطانیہ سے انصاف ملے ان وعدوں کے ایفاء کا مطالبہ  
 کیا جاتے جو مسلمانوں سے ہنگامی کے وقت کئے گئے تھے تو خلافت  
 کے اس جلسہ میں ملانے اس سر کی ضرورت محسوس کی گئی کہ انہیں ایک  
 رابطہ میں منسلک کیا جائے جن کی اجتماعی قوت کو شکار و کشتی  
 کے بالکل منقطع کر دیا تھا۔ ہندوستان کی سیاست میں غوث شاہ۔

چانچوس ادا اہلکار و فاداری پروردہ ہو چکی تھی۔ گویا کہ مسلمانوں  
 کا سب سے بڑا سیاسی مسئلہ وہ شخص سمجھا جاتا تھا جو حکومت مستط  
 کا سب سے بڑا وفادار ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ علامہ نے مذہب جو طبعا  
 غوث شاد چانچوس سے متفرق اور بڑے بڑے جابر بادشاہوں کے  
 مقابلہ میں اٹھنے لگتے تھے ان کے وہی ہے جس میں سیاست سے غلو  
 ہو کر گورنمنٹ بن گئی تھی۔ یہ سوشلسٹوں میں علامہ نے حق کے ساتھ جو  
 بیحد سلوک کیا گیا تھا اور جس میں عدلی کے ساتھ علامہ نے ہندو کھنسی  
 اور ہندو وطن کی دشمنی نہ سزا میں دی گئی تھی اس کا منکھار قدشا  
 یہ ہوتا تھا کہ علامہ کو جیون گورنمنٹ نیشنل کی زندگی اختیار کرنی پڑی۔  
 چونکہ مسلمانوں کی سیاست کے مسئلہ میں پھر یہ دکھایا اور غوث شاد نے

کی پالیسی تبدیل ہوئی تو علاقے امت کے دوبارہ سیاسی پہلی میں قائم  
 رکھا اور جمیعت علاقے ہند کو قائم کیا گیا۔ (جمیعت علماء ہند کا یہ حق  
 اہل مدعا تسلیم ہے۔)

جمیعت علماء ہند کا اصلی مقصد اسلام اور مسلم خوں کا تحفظ اور دین  
 خداوندی کے نظام حق کا نفاذ تھا۔ چنانچہ جمیعت علاقے ہند کے کنگرا میں  
 میں دہلی کے قریب یہ طے کیا گیا تھا کہ: مذہبی نقطہ نظر سے پہلی اسلام  
 کی سیاسی اور غیر سیاسی امور میں رہنمائی کرنا جس کی تفصیل حسب  
 ذیل ہے۔

(۱) ملت، اسلام، مرکز اسلام (جزیرۃ الاسلام) و مستقر خلافت (۱)۔  
 بشاائر اسلام، اسلامی حکومت کو ضروری بنانے والے اثرات کی شرعی حیثیت  
 سے مدافعت کرنا۔

(۲) مشترکہ مذہبی حقوق کی تفصیل و حفاظت اور مشترکہ مذہبی وطن  
 ضروریات کو حاصل کرنا۔

(۳) علماء کو ایک مرکز پر جمع کرنا۔

(۴) اسلامی ملک کی تنظیم اور اخلاقی، تعلیمی و شرعی امور۔

(۵) غیر مسلم برادران و عین کے ساتھ ہمدردی اور اتفاق کے تعلقات  
 اس حد تک قائم رکھنا جہاں تک شریعت اسلامیہ نے امانت دی ہو  
 (۶) مشرقی نصف زمین کے مصلحتی مذہب و وطن کی کڑائی۔  
 (۷) مشرقی ضرورتوں کے لحاظ سے محکم شرعی کا قیام۔

(۳۰) ہندوستان اور بیرون ملک میں تبلیغ اسلام کرنا۔  
 (۳۱) بیرون ملک کے مسلمانوں سے اسلامی اخوت و اتحاد کے رشتہ قائم رکھنا اور مستحکم کرنا۔ (جمعیت العلماء کا یہ ہے۔ مصداق ہما شیخ)  
 چونکہ انگریز مسلمانوں میں سب سے بڑی طاقت رکھتا تھا اور اپنی عیادہ اور منگاری سے مسلمانوں کی تقریباً آٹھ سو سالہ حکومت کو ختم کر کے اس نے اپنا استبدادی پنجہ ہندوستان میں گاڑ رکھا تھا اور انگریز اس وقت تک قریب دشمن تھا اس لئے زبردست دشمن کے ہندوستان کو آزاد کرانے کے لئے جمعیت علماء نے ہندوستان کے بے نظیر قرائیاں دیں اور چونکہ انگریز کی غلامی میں ہندوستان کی ساری قومیں بہت ناخوش اور انگریزی تسلط سے نجات حاصل کرتا اور اپنے ملک کو آزاد کرنا سب اہل ہند کا مشترکہ مقصد تھا۔ اسی لئے اس خاص مقصد پر انہوں نے ہند کے لئے جمعیت علماء ہند کے ہندوؤں اور دوسری غیر مسلم قوموں کے اسی مہتاب مشترک جان کر رکھا جس سے دین و شریعت کے اصول کو نقصان نہ پہنچے۔  
 جیسا کہ جمعیت کے دستور العمل کی مندرجہ دفعات میں اس کی تصریح موجود ہے۔ جمعیت العلماء خود مستقل جماعت تھی اور اس کے افراس و اتفاق بھی سب اسلامی اصول و عقائد کے ماتحت تھے۔ کانگریس سے جمعیت کا اختلاف صرف انگریزی اقتدار کے خاتمہ کے لئے تھا اور یہی وجہ ہے کہ جب کانگریس نے کوئی ایسی قرارداد

پاس کی یا کوئی ایسا ادارہ عمل اختیار کیا جو مقام اسلام کے خلاف  
تھا تو جمعیت علمائے ہند نے بلا خوف و تردد قائم اس کی مخالفت  
کی جس کی مقصدات جمعیت علماء ہند کی ہے (حقہ اولیٰ دھتہ  
دوم وغیرہ میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

جمعیت علمائے  
ہند علمائے حق

جمعیت علماء ہند کی شرعی قرار داری  
کی وہ عظیم تنظیم ملی جس کی تبلیغ، تعلیم، تنظیم اور ایثار و قربانی میں  
ہندوؤں کے اصول کی فاعر ملی اور جو حضور سرور کائنات صلی اللہ  
علیہ وسلم کے سچے ائمہ و شادات مہاتما علیہ و آسمانی اور حقیقہ  
بشری و مکتوبہ الخلق و الراشدین المہدیین کی اتباع میں  
بلا خوف و تردد قائم ہو رہی ہے۔ بطور خود حسب ذیل قریباً  
سے جمعیت علمائے ہند کے وقت آج کے ہند کے لیے ہے۔

(۱) انگریز گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت میں مرزا غلام احمد  
قادیانی دجال کی نبوت کا ذہن کی تحریک اسلام اور ملت اسلامیہ  
کے لئے بہت خطرناک تحریک ملی جس کے انداز کے لئے جمعیت علمائے  
ہند نے ایک سب کمیٹی قائم کی جس نے ۶ نومبر ۱۹۰۶ء کو بمقام  
دہلی یہ قرار دیا پاس کی کہ:-

اندر وقت قادیانی کی کیشی کا یہ طلب خاص تجویز کرتا ہے کہ  
قادیانی جماعت اور لاهوری احمدی جماعت دونوں کاقتہ اسلام



کے لئے ایک ہی قومیت رکھتا ہے اور دونوں کے عقائد اسلام مکمل تائی  
ہیں۔ ان کے متعلق ایک فتویٰ احکام شرعیہ کی پوری تصریح کے ساتھ  
مرتب کیا جائے اور جمعیت علماء کے ہند کے آئندہ سالانہ اجلاس میں  
پیش کیا جائے۔ فتویٰ مرتب کرنے کے لئے حضرت ذیل نامہ ہو گئے  
جائیں:- مولانا محمد انور شاہ صاحب، مولانا مفتی محمد کفایت اللہ  
صاحب، مولانا ابوالحسن محمد سجاد صاحب، (جمعیت العلماء)  
ہے۔ حق دوم ص 11۔

(۲) آدھوں نے مسلمانوں کو مرتد بتانے کے لئے جو شدھی کی کاروائی  
تخریک چلائی تھی اس کے خلاف جمعیت علماء کے ہند نے یہ تجویز پاس  
کی کہ:- جمعیت انتظامیہ کا یہ اجلاس آدھوں کی تخریک شدھی اور اس  
کے عملی نظام کو اسلام اور اسلامی قومیت کے خلاف ایک سخت تریسہ  
عقد بھجوتے ہے۔ اسلام اور اسلامی قومیت کے لئے اس سے بڑا اور  
ہر کسی کو ایک نیک نگر کو مسلمان کے سینے سے نوجوہ و رسالت کا نور نکال  
کے اور شرک کی غلت بھڑی جائے پس مسلمانوں کے لئے تخریک اتحاد  
سے زیادہ کوئی چیز قابل لغت نہیں ہو سکتی اس لئے ان کا حق  
فرض ہے کہ وہ اس کی مداخلت میں اپنے تمام ہائی و مالی ذرائع  
قریب کر لیں کیونکہ اس وقت کی ذرا سی غفلت بھی ہندوستان میں  
اسلام اور اسلامی قومیت کے لئے ستم قاتل ہوگی اور (جمعیت علماء)  
کیا ہے۔ حق دوم ص 11 مورخہ ۱۹ جولائی سنہ ۱۳۱۰ھ۔

(۱۳) خلافت اسلامیہ کی مرکزیت اور اس کے بقا اور استحکام کے لیے قرارداد پاس کی گئی کہ جمیعت علماء ہند کا یہ اجلاس اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ حکومت ترکی کا اعلیٰ خلافت کے بعد سے اب تک منصب خلافت انہوں تک حریقہ برقی ہے۔ سلطان عالم کی خواہش ہے کہ حکومت ترکی خلافت اسلامیہ کا مرکز رہے۔ کیونکہ ان کے خیال میں حکومت ترکی ہی اس کے لئے سوزوں ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ حکومت ترکی خلافت اسلامیہ کا قوانین شرعیہ کے موافق ترکی میں حسب خلافت قائم کرے گی یا امنہ جہوریہ کے لئے حسب قوانین شرعیہ خلافت کا اعلان کرے گی اور ایسا مسئلہ اجلاس بقام مراد آباد مسجد ۱۱ جنوری ۱۹۲۳ء

(۱۴) مجاز میں سعودی حکومت قائم ہو گئی تو اس کی رہنمائی کے لئے جمیعت علماء ہند نے حسب ذیل قرارداد پاس کی (اجلاس ٹکڑے مسجد مولانا سید سلیمان صاحب ندوی مورخہ ۳ مارچ ۱۹۲۳ء)۔ حکومت مجاز کے متعلق جمیعت علماء ہند کا طبع نظریہ ہے کہ مجاز مجاز مقدس مرکز اسلام ہے اور اس کے ساتھ تمام عالم اسلامی کا تعلق ہے اور تمام اسلامی طاقتوں کے ذمہ اس مرکز اسلام کی حفاظت غرضی فریضہ ہے ان وجوہ کے لحاظ سے ضروری ہے کہ:-

(الف) مجاز کی حکومت اسلامی اصول کے موافق اور خلافت راشدہ کے نمونہ پر ہو جس میں شہداد ایسی خلافت اور نسل کی تخصیص نہ

دراشت کا اعتبار نہ ہو۔ اور ہر قسم کے اثر و نفوذ سے پاک ہو (الحق ص ۱۱)۔

(۵) قضیہ فلسطین کے مسئلہ میں حسب ذیل قرارداد اور بنیاد پر  
 جمیعت علما نے ہندوئی خود ۳۰ اگست ۱۹۴۷ء منظور کی گئی :-  
 جمیعت علما کا یہ جلسہ فلسطین کے جگہ فراسی اور روح فرسا واقعات  
 اور برطانوی نظام کو سخت غم و غصہ کی نظر سے دیکھتا ہے اور قبلہ اولیٰ  
 کی حفاظت اور مسلمانان فلسطین کی اخلاقی و اعانت کے مسئلہ میں مجلس  
 تحفظ فلسطین نے جو حسب ذیل تجویز پاس کی ہے۔ جمیعت عاملہ کا یہ  
 اجلاس اس کی تصدیق و توثیق کرتا ہے اور تجویز کرتا ہے کہ جمیعت  
 علما نے ہند اپنے تمام درجے اس تجویز کو کامیاب بنانے میں جتنے کار  
 لیتے اور جمیعت کی صورت و ادارتوں اور تمام مسلمانوں سے اپیل کرے  
 کہ ان کے اس مقصد میں اپنی فریادیں ادا کی جائیں اور اپنے جوش  
 اور اہمیت کے ساتھ قربانی کے لئے کھڑے ہو جائیں۔

مجلس تحفظ فلسطین کا یہ جلسہ

تجویز مجلس تحفظ فلسطین

فلسطین کے جگہ فراسی اور

روح فرسا واقعات کے پیش نظر مسلمانان ہند پر کھد اول کی کڑائی  
 اور مسلمان بھائیوں کی نصرت و اعانت کا جو فرائض عائد ہو رہا ہے  
 اس کی ادائیگی کے لئے تجویز کرتا ہے کہ سول ناقلوں کی ہائے سول  
 ناقلانی کی تیاری کے لئے تمام ہندوستان میں فوراً جلسے شروع کر دیے

جائیں۔ فلسطین کیٹیاں قائم کی جائیں۔ منہار بھرتی کئے جائیں اور  
 ان کی منصوبہ اور منظم جائیں بنائی جائیں اور پوری تیاری کے  
 ساتھ سول ناظران کے لئے مستعدی پیدا کی جائے اور ایسا کام  
 (۶) مختلف طاقتوں کے مابین جمہوریت کے لئے جتنی جلد  
 قراردادیں مقام مراد آباد مورطہ ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ مئی پارس کی جمہوریت  
 کے لئے ہند کی مجلس مرکزی کا یہ اجلاس دکن میں شیعوں کی طرف سے  
 تیار کی گئی تھی اس کو انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس خطبہ  
 اس کی وائسٹ حرکت کو ملک کے اس کے لئے خطرہ فطری سمجھتا ہے  
 جس کی کسی حالت میں کسی وقت بھی قابل برداشت نہیں ہے نہ اس کی  
 کوئی ذی ذمہ انسان ایک لمحہ کے لئے جائز قرار دے سکتا ہے۔ اس لئے  
 یہ اجلاس حکومت کے پرنسپل اور سرکاری پراسسٹنٹ ڈائریکٹر کے لئے اس  
 جنگ میں مشترکہ فساد کو جلد از جلد ختم کرنے اور انتہائی منکر جھڑپ ہے۔  
 جمہوریت کے لئے ہند کی مجلس مرکزی کا یہ اجلاس  
 (۷) صبح صحابہ | یہ صبح کے شعبہ صوبہ متحدہ کی حکومت کے  
 کیونکہ مورطہ، مہاراجہ ملتان کو جو سستیوں کے جائز اور مہینہ بڑھانے  
 مطالبات سے بہت کم ہے۔ موجودہ حالات کے پیش نظر جمہوریت بہت  
 ہے اور منظر استعفیٰ دیکھتا ہے اور حکومت بھی کو قریب کرتا ہے کہ  
 وہ اس کیونکہ کو جو سستیوں کے ایک ہی آئینی و خبری حق کے  
 استعمال کی آخری حد ہے شیعوں کے اس سوز پر دیکھتے ہیں اور جب

ہو کر تبدیل کرنے کی کوشش ذکر ہے۔ جمعیت علماء ہند کا یہ اجلاس  
 ان مسائل کی پرزور مذمت کرتا ہے جو بعض مقلوں کی طرف سے  
 حکومت ہند اور حکومت برطانیہ کو یہ باور کرنے کے لئے کی جا رہی  
 ہیں کہ مدع صحابہ یثنیوں کا اخلاقی و عائلی حق نہیں ہے اور یہ کہ  
 عجز اور مدع صحابہ کی حیثیت یکساں ہے۔ اگر حکومت ہند یا حکومت  
 برطانیہ کی طرف سے اقلیتوں کے حقوق کے نام پر یثنیوں کے اس  
 مسئلہ حق میں کوئی مداخلت کی گئی تو مجلس مرکزی کی رائے میں اس  
 کے نتائج نہایت دور رس اور تباہ کن ثابت ہو گئے۔ جمعیت کو  
 کا یہ اجلاس بعض مخصوص افراد اور جماعتوں کے اس گمراہ کن اور  
 شرارت آمیز پروپیگنڈا کی پرزور تردید کرتا ہے کہ مدع صحابہ کے اکیڈمک  
 میں کوئی تبدیلی کا اہل حق ہے اور اس کے یثنیوں کو اس نظام پر جو  
 ایک عرصہ دراز سے مسلسل پیش کیا جا رہا تھا آمادہ کیا، اس قسم کا  
 پروپیگنڈا جیسا کہ نام پر ہے حکومت ہندی کے خلاف نہیں ہے بلکہ یثنیوں  
 کے ایک قدیم مطالبہ کے حصول کو غرضوں ڈالنے کے لئے ہے اور اس کی  
 نبرداری اسی جماعت پر قائم ہوئی ہے جو یثنیوں کو اپنے حق کے حصول  
 کے ہر طرح سے روکنے کی کوشش کر رہی ہے اور ایسا جمعیت علماء ہند  
 کے لئے عقیدہ دوم ہے۔

مدع صحابہ کے مسئلہ میں جمعیت علماء ہند کا یہ اہم اجلاس  
 (نوٹ) حضرت مولانا امجد علی دہلوی کی صدارت میں منعقد ہوا

تھا۔ جو اسی زمانہ میں طویل جنگ وطنی کے بعد واپس چند مستحق تلافی  
 لائے گئے تھے۔ ان قراردادوں کے واضح ہوتا ہے کہ مولانا مسند علی الترتیب  
 ائمہ علیہ صیغہ عالی انقلابی علماء کے بھی صحابہ کرام اور حضرت مولانا کے شیوخ  
 رضوان علیہم اجمعین کے شرعی مقام کے تحفظ کے واسطے کو کسی فکر انداز  
 نہیں کیا اور وہ ہر مرحلہ پر اپنی سنت و اجماعت کے ذہنی حقوق کے تحفظ  
 کے لئے بڑی سے بڑی جہاد حکومتوں سے لگاتے رہے ہیں اس زمانہ  
 میں میرٹھ ریاست حضرت مولانا سید قطار اللہ خاں صاحب بخاریؒ کی  
 کی قیادت میں مدح صحابہؓ کی تحریک میں بلا خوف و تردد تمام بڑی  
 بے باکی سے حصہ لیا تھا اور اپنی قربانیوں کے تحفظ ناموس صحابہؓ کی  
 تحریک کو فتوریت پہنچائی تھی۔

ہمارے دلکش رہنے والے غلام

خدا رحمت کند اس صاحب پاک و پاک

تفسیر ہند کے پہلے زمانہ کے مولانا صاحب سوانح مشیح التفسیر حضرت مولانا  
 اسماعیل صاحب دہلویؒ کی جمعیت علماء کے ہند کے ممتاز رہنما تھے ہیں۔  
 چنانچہ جمعیت علماء کے ہند کی ان بطورہ قراردادوں میں حضرت مولانا  
 کا نام بھی آتا ہے۔ جنکال کے ہونے کا قیام اور انکوں جانوں کے ضیاع  
 ہونے کی وجہ سے جمعیت علماء ہند کا ایک اہم اجلاس بمقامہ قرابت  
 علماء کے ہند علی مولانا ۲۵۔ ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۷ء منعقد ہوا۔ اس  
 اجلاس میں یورپ کی جنگ شد و مد سے جاری تھی اور جمعیت کے صدر

شیخ الاسلام حضرت مولانا مسیحہ حسین احمد صاحب مدنی مدظلہ العالی اور نصف کے قریب درکنگ کیٹی کے انکانی شعلت جیلوں میں لکھ رہے تھے۔ حضرت مولانا احمد سعید صاحب نائب مد جمعیت علمائے ہند کی صدارت میں مجلس عاملہ کا یہ اجلاس منعقد ہوا جس کے یاس مشہور تجاویز میں تجویز نمبر ۴ کے تحت لکھا ہے کہ :-

جمعیت علمائے ہند کی مجلس عاملہ کا یہ جلسہ ہنگال کے لاوارث سہوں کی خدمت کے سلسلہ میں ابتدائی عداوت کے لئے فراوان جمعیت سے ایک ہزار روپیہ کی منظوری دیتا ہے۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر مگن خدیم البی لاہور کے اس سلسلہ میں سو روپیہ اور مولانا بشیر احمد صاحب نے مبلغ دو سو روپیہ فراہم کر کے کا وعدہ کیا ہے۔ مجلس ان حضرات کا شکریہ ادا کر رہی ہے۔ جمعیت العطا کیا ہے۔  
 حصہ دوم صفحہ ۱۲۱۔

۴۰۰ روپے ہادی سلسلہ کے  
 اجلاس بقا مقدر جیت

## حضرت لاسوئی کی گرفتاری

علمائے ہند دہلی زیر صدارت شیخ الاسلام حضرت مولانا صدیق احمد جمعیت علمائے ہند کی ایک کراہوں میں ہے کہ :-

جمعیت علمائے ہند کی مجلس عاملہ کا یہ جلسہ اس بار دیگر کو جو مجلس آف انڈیا ایکٹ کے باقوت صوبہات یوپی، پنجاب، ہنگال وغیرہ میں ہو رہی ہے اور بہت سے ملی و قومی کارکن گرفتار کے باجے

ہیں۔ جن میں جمیعت علماء کے کئی مخلص کارکن بھی شامل ہیں۔ دہلی میں مولانا محمد میاں صاحب ناظم جمیعت علماء دہلی، مولانا محمد علی صاحب مدرسہ جمیعت علماء دہلی، مولانا محمد قاسم صاحب تاجپہاں پوری وغیرہ) بے جانتہ اور مقتضیات وقت کے خلاف ایسا کرنا ہے۔ موجودہ زمانہ اس امر کا مقتضی تھا کہ حکومت آزادگی میاں وطن کا زیادہ سے زیادہ احکام حاصل کرتی، مگر اس نے گرفتاریوں کی بھرمار کر کے مزید ظلم و غفلت اور بد اعتدالی کی نفاذ کیا۔ کردی بود وطن اور گوی مغاد اور ہندوستان کے امن و امان کیلئے جی خطر ہے۔ (ایضاً صفحہ ۴۳)۔

جمیعت علماء ہند اور  
**تقسیم ہند اور جمیعت علماء کے ہند** | دوسری آزادی پسند  
 تماشوں کا انگریز و غیر ہندوستان کو انگریزی اقتدار و تسلط سے آزاد کرانگی جدوجہد کرتی رہی ہیں۔ جب ہندوستان کی آزادی کا وقت قریب آیا تو مسلم لیگ اور انڈین نیشنل کانگریس میں یہ اختلاف پیدا ہو گیا کہ ہندوستان مذہبی بنیاد پر مسلمانوں اور ہندوؤں کے مابین تقسیم ہونا چاہیے یا نہیں مسلم لیگ نے پاکستان کا قیام پیش کیا اور مطالب کیا کہ مسلم اکثریت کے صوبے مسلمانوں کو دئے جائیں اور ہندو اکثریت کے صوبے ہندوؤں کو۔ اس صورت میں مسلمانوں کو جو حق ملے گا اس کا نام پاکستان ہوگا جس میں مسلمان آزادی سے



اسلامی حکومت کی قائم کر سکتے ہیں۔ لیکن کانگریس کا یہ مطالبہ تھا کہ ہندوستان کی تقسیم میں مددگار بنائے اور متحدہ ہندوستان پر تقسیم نہ ہو۔ اس اختلاف کی بنا پر علامہ نے دیوبند میں بھی انگریزوں اور ہندوؤں کی جمعیت علامہ نے ہندوؤں کے صدر شیخ الاسلام حضرت مولانا مسیح حسین احمد صاحب مدنی شیخ الحدیث مولانا محمد رفیع تھانوی نے تقسیم ہند کی رائے میں قیام پاکستان کے خلاف بحث سے انکار کیا اور شیخ الاسلام حضرت علامہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی اور ان کی جماعت تقسیم ہند یعنی قیام پاکستان کی حامی بن گئی جو مولانا کانویہ تھانوی اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور آپ کے متوسلین حضرات کی رائے ہیں پاکستان کے حق میں تھی۔

دیوبندی علماء میں جس اختلاف کی وجہ سے علامہ شبیر تھانوی عثمانی جمعیت علامہ نے ہندوؤں سے جدا ہو گئے اور آپ نے جمعیت اسلامیہ اسلام قائم کی جس کے صدر بھی علامہ مرحوم ہی تھے۔ لیکن جمعیت عثمانی ہند اور جمعیت علامہ کے اسلام کا یہ اختلاف مذہبی اور اعتقادی نہیں تھا بلکہ صرف سیاسی اور ملکی اختلاف تھا اور دونوں حضرات کے سامنے ملت متافع اور مفاد تھے جس کی بنا پر یہ اختلاف ایک قسم کا اجتہادی اختلاف تھا۔ دونوں طرف اکابر علماء تھے جن میں سے کسی کی نسبت پر شبہ نہیں کیا جاسکتا۔

حضرت مدنی کا اخلاص | ہندو خادم اہل سنت سے میرے

محسنِ ممدوم العلماء حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب ہائی جامعہ  
اشرفیہ لاہور و خلیفہ حضرت تھانویؒ کے ایک دوسرے بیان فرمایا تھا کہ  
علامہ عثمانیؒ نے دینِ اہل بیت میں اس باہمی اختلاف کے متعلق حضرت  
مولانا خیر محمد صاحب جالندھری ہائی مدرسہ خیر المدارس ملتان و  
خلیفہ حضرت تھانویؒ کے یہ فرمایا کہ مجھے اپنے اہل اس میں کو شبہ  
ہو سکتا ہے لیکن مولانا عثمانیؒ کے اہل اس میں مجھے کوئی شبہ نہیں ہے۔  
(۲) محدث العصر حضرت مولانا علامہ محمد رفیع صاحب بخاری دہلی:

اشرفیہ (ہائی جامعہ اسلام آباد) فرمائی کہ روایت ہے کہ  
علامہ العلوم ابو جندبہ کے ایک اہل اس میں علامہ شبیر احمد صاحب دہلیؒ  
نے حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب دہلیؒ کی موجودگی میں کہا تھا  
کہ۔۔۔ بھلا کہ اس سے کیا ملے گی کیا نہ ملے گی؟

بہت افسوس پر مشروط اور نفرت و عداوت کا حضرت مولانا عثمانیؒ  
پر ان کی عالم موجود نہیں ہے۔ (شیخ الاسلام فہرست شائع کردہ جمعیت  
علمائے ہند دہلی)

(۳) مسلم لیگ انٹرنس میں مولانا نے خطِ صدارت میں علامہ عثمانیؒ نے  
حضرت عثمانیؒ کے متعلق یہ فرمایا کہ۔۔۔ بعض مقامات پر جو ناشائستہ  
برتاؤ مولانا حسین احمد صاحب دہلیؒ کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اگر اس کے  
محقق و خیالات کی روایات سمجھی جائیں تو اس پر انہماک بڑھائی جائے  
ہیں۔ وہ سنی۔ مولانا کی سیاسی رائے کے خواہ کتنی ہی غلط ہوں گا مگر

ہر حال مسلم ہے۔ اور اپنے نصیب العین کے لئے ان کی عزت و حرمت اور  
 استحکام جو وہ ہم جیسے کالموں کے لئے قابلِ عزت ہے۔ اگر وہ  
 کو اب مسلم لیگ کی تائید کی بنا پر میرے ایمان میں خلل بھی لگے  
 یا میرے اسلام میں مشبہ جو تو مجھ ان کے ایمانی اور زندگی میں  
 کوئی مشبہ نہیں، تو خطبہ عداوت سورہ، سورہ مہر شلا اور۔

بعض متعصب اور ناواقفانِ عربیہ  
 علامہ اقبال کے اشعار | لوگ جگہ حضرت علیؑ کی طرف  
 کے خلاف علامہ اقبالؒ کے اشعار پر جو ہم نے سب ذیل اشعار عربی کہتے ہیں  
 میں جو مرحوم نے حضرت علیؑ کی ایک تقریر کے حوالے کیے تھے۔

علم ہنوز خداوندی در دہ

ز دیو بند حسین احمد اس چہ بڑا بھیست

سود پر ہر شکر کلمت از دہلی است

چہ بے خبر از مقام کعبہ عربی است

یہاں تفصیل کی گئی کہیں نہیں اس موضوع پر حضرت مولانا مدنی  
 اور علامہ اقبالؒ کے مابین خط و کتابت بھی ہوئی تھی جو اخبارات و رسائل  
 میں شائع ہوئی۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت مولیٰ نے اپنی دہلی کی تقریر میں یہ  
 نہیں فرمایا تھا کہ کلمت از دہلی است یعنی کلمت کی بنیاد دہلی پر ہوئی  
 ہے۔ بلکہ یہ فرمایا تھا کہ:۔۔۔ موجود زمانے میں قومیں اور ممالک  
 جتنی ہیں۔ لیکن علامہ اقبالؒ کو یہ بات پہنچائی گئی کہ آپ نے فرمایا

ہے کہ ۱۔ ملت وطن کی بنیاد پر بنتی ہے۔ علامہ کو لفظ ملت دین و  
 شریعت پر بولا جاتا ہے۔ اور قوم مختلف اسباب پر مبنی ہوتی ہے  
 تو جب حضرت علیؑ نے ملت وطن پر مبنی ہوتی ہے فرمایا ہی نہیں  
 ہے تو اکثر اقبال مرحوم کے اشعار حضرت پر چسپاں ہی نہیں ہو سکتے  
 ہی وجہ ہے کہ جب حضرت نے اپنے خط میں اپنی تقریر کی وضاحت کی  
 تو علامہ مرحوم نے اپنے اصرار سے رجوع کر لیا۔ چنانچہ علامہ اقبال نے  
 حضرت علیؑ کے مکتوب کی بنیاد پر مولانا طاہر اوت مرحوم کو اپنے خط میں لکھا  
 کہ : خط کے مندرجہ بالا اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا اس بات  
 سے صاف انکار کرتے ہیں کہ انہوں نے مسلمانان ہند کو جدید نظریہ  
 قومیت اختیار کر لیا۔ مولانا دیا اللہ اس اس بات کا اعلان ضروری  
 سمجھتے ہیں کہ لکھ کر مولانا کے اس اعتراض کے بعد کسی قسم کا کوئی حق  
 ان پر اعتراض کرنے کا نہیں رہتا۔ میں مولانا کے ان عقیدہ مندوں کے  
 کے جو مثل عقیدت کی قدر کرتا ہوں جنہوں نے ایک اپنی اور کی توضیح  
 کے صلہ میں پانچویں خط اور پبلک تحریروں میں لکھا ہے۔  
 خدا تعالیٰ ان کو مولانا کی محبت سے زیادہ مستفید کرے۔ میرا شکریہ  
 دلاتا ہوں کہ مولانا کی نسبت دینی کے احترام میں میں ان کے کسی عقیدہ  
 سے پیچھے نہیں ہوں۔ (منقول از تقریر قومیت اور مولانا ص ۱۵)  
 صاحب علیؑ و علامہ اقبالؑ امر توحید و توحید۔  
 علامہ انیسویں مراسلت حضرت علیؑ کی کتاب متحدہ قومیت اور اسلام

مطبوعہ شکتی پبلیشرز جاسمہ مدنیہ کریم پبلشرز اسلام آباد میں بھی منقول ہے  
 یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا فخر علی خان صاحب  
 قومیت پورہ میں اقوام کے مروجہ نظریہ قومیت کے خلاف ہے چنانچہ  
 حضرت علامہ علیہ السلام نے پورہ کے اجلاس کے طلبہ صدارت میں کی  
 امر کی وضاحت فرمادی تھی کہ اس کے خلاف پورہ میں لوگ قومیت  
 متحدہ کے معنی جو مراد لیتے ہیں اور جو کانگریسی افراد انفرادی طور پر  
 کانگریس کے قیاد میں ملے ہوئے کے خلاف معانی بیان کر کے ہیں  
 ان سے یقیناً جمعیت اتحاد پرچار ہے اور ترقی کر رہی ہے۔

(ملاحظہ ہو۔ پاکستان کیا ہے؟ حصہ دوم ص ۱۱)

علامہ پر جمعیت ملانے کے ہندو قیام پاکستان کے مسئلہ میں جو اختلاف  
 کیا ہے وہ نیکی جتنی پر مبنی تھا۔ اور یہ اختلاف ایک سیاسی نوعیت  
 کا ہے نہ مذہبی۔ لہذا جمعیت کو فاعل اسل اسلام کی داخلی اور  
 محاذ علی جو سنت رسول اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ  
 سے ملا ہے۔ چنانچہ جمعیت ملانے کے ہندو نے جو تحفظ و حفاظت شریعت کے  
 لئے امیر الہند کا منصب منظور کیا تھا اس میں امیر ہند کے خیر خواہوں  
 سے یہ تھا کہ۔

«الف» مسلم مروجہ اقل بالغ آباد ہو۔

«ب» عالم باطل ہو۔ کتاب عہد و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے معانی اور حقائق کا مستند بہ علم و حکمت ہو۔ افرام و مصالح شریعت

اسلامیہ علم الفقہ و فروع سے واقف ہو اور احکام شریعہ پر عمل کرنا ان کا شیوہ ہو۔

(ج) سیاسیات ہندو سیاسیات عالم اسلامیہ سے واقفیت نامہ رکھتا ہو اور حتی الامکان فروع سے اکثر مسائل ازلے ثابت ہو چکا ہو اور لفظی امور اہل ہند کے تحت لکھا ہے کہ۔

(الف) اہل ہند کے لئے مناسب تدابیر اختیار کرنا اور ان کے لئے صحیح وسائل و اسباب مہیا کرنا۔

اب عالم اسلامی کے داخلی و خارجی تغیرات احوال کے وقت مدد دینی نقد نظر سے مشاہدات اہل ہند کا ایسے احکام جاری کرنا جس سے مسلمانوں میں اور اسلام کا فائدہ منکسر نہ ہو اور کس کا فائدہ کتب سنت و تہذیب میں پرکھ کر وقت کے عظیم ہوگا۔ الحاد جمیعت اعلیٰ کیا ہے۔ حصہ دوم ص ۱۰۰۔

جب مسلمانوں میں ہندوستان قیام پاکستان کے بعد تعمیر ہوا۔ اور مسلم لیگ کا مجوزہ پاکستان قائم ہو گیا تو پھر حضرت امام علیؑ اور دیگر ائمہ جمیعت اہل ہند پاکستان کے احکام کیلئے دعائیں کرتے رہے اور ان کی یہی غور و بیشی رہی کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو کس طرح کی بقا ضروری ہے تاکہ اہل اسلام اس میں اسلامی نظام حکومت قائم کر سکیں۔ لہذا اب سابقہ سیاسی اہلیت کے بنا پر ان علماء نے دیوبند کو قس و کشی کا نشانہ بنانا

قوات اعلیٰ و دیانت ہے۔ میں کو قیام پاکستان سے اپنی صلاحیت کے مطابق اختلافات تمام امور مشید و مایوسوں کے ہمارے الحکیم کے دورِ معلوم خبر میں اس حقیقت کی تصریح کی گئی ہے کہ: حضرت مولانا سید عیسیٰ احمد صاحب مدنی قیام پاکستان کے بعد اپنے دلوں و خواہشوں کو جو پاکستان میں تھے ہمیشہ اس بات کی تلقین فرمایا کرتے تھے کہ وہ پاکستان کی ترقی و استحکام کے لئے سینہ سپرد ہیں اور خود دعائیں کیا کرتے تھے۔ بلکہ یہاں تک فرمایا کہ پاکستان کا سندھاب مسجد کی حیثیت رکھتا ہے اور اس بات کے گواہ و راوی یہ شخصوں ہو گئے ہیں۔ (عامشیہ میں لکھا ہے کہ: شاہ عبدالرحمن شاہ ولی پری اپنی پوچھ بچھ رسولی اسلام آباد نے بتایا کہ میں نے حضرت سے یہ فقرہ ارشاد کیا کہ پاکستان کا سندھاب مسجد کی حیثیت رکھتا ہے)۔ پچاسوں آدمیوں کی موجودگی میں دیوبند میں سنا: دورِ معلوم دیوبند خبر عنایت فتح باب: صفحہ ۱۲۷ مولانا عبدالرشید لکھتے ہیں:-

**حضرت لاہوتی اور پاکستان** | شیخ الاسلام حضرت لاہوتی ہیں جمعیت علماء کے ہند کے فقہ کے علمبردار تھے لیکن اکابر حضرت کی انہماکات کے مطابق حضرت نے استحکام پاکستان کے لئے اپنی خدمات پیش کر دیں۔ چنانچہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی کی مدد سے لیگت علی خاں مرحوم وزیر اعظم پاکستان کے پاکستان دستور سال ۱۹۷۱ میں درجہ ۱ لکھتے ہیں کہ قانون

پاکستان کو اس کو شیخ الحدیث حضرت لاہوری نے اس کی شکل بنانے کی اور وزیر اعظم کو اس کا سر پر مبارکباد پیش کی۔ چنانچہ آپ کا ایک مضمون "استقلال پاکستان کے نام سے" انجمن قدیم العین نے بطور مجبور وسائل میں شائع ہے جو آپ کے انجمن حمایت اسلام لاہور کے وہ دیں سالانہ جلسہ میں زیر صدارت خان بلال تقیوم خان مسجد عمرہ پٹی ہشتنگہ لاہور چھانکریا تھا۔ اس میں قیام پاکستان پر لاکھوں مسلمانوں کا تکل اور دیگر مسائل کا ذکر کرتے ہوئے بعنوان "گراں قیمت پاکستان کی قدر و منزلت" لہاتے ہیں کہ:-

معزز حضرات! جو چیز جس قدر زیادہ گراں قیمت ہو اس کی قدر و منزلت بھی اسی قدر زیادہ ہوتی ہے۔ لہذا ہمارا فرض ہے کہ اس آزاد گنا کی پوری پوری قدر کریں اور اسے ایسا بنادیں کہ تمام ملک کے لئے بالخصوص اپنے ہمسایہ ملک انڈین یونین کے لئے قابل رشک ہو۔ ہمارا نظام ان سے اعلیٰ ہو۔ ہماری تنظیم ان سے زیادہ مضبوط ہو۔ انجمن (۱) ملک کے لئے مادی وسائل کا ذخیرہ کرنے کے بعد روحانی وسائل کے گریبان میں لپیٹے ہیں کہ:-

یہ روحانی وسائل ایسے ہیں کہ اگر یہ ہاتھ آجائیں اور مادی وسائل گزرد ہوں تو بھی سلطان سلطنت مادی وسائل والی سلطنت سے بے یقیناً فتح پا رہتی ہے۔ ————— غالباً ان ولید کے جنگ جوتہ میں اپنے سے بچا سس گئی فوج کو جو سلطنت دوسرا کی قواعد دان اور آئینی



قرنی علی اپنے رضا کاروں کی سمیت اور معاونت کے تحت ریلوے کی  
جسٹس۔

(۳) اسی مضمون میں آپ بعنوان "زبردست شہادت" فرماتے ہیں کہ  
میں اپنی سابقہ عرض کے کچے ہونے میں ایک زبردست شہادت پیش  
کرتا ہوں۔ "خطاب کارٹا فرمادہ جو باپ کے اونٹ چلایا کرتا  
تھا اور پھر اسی باپ کی موت اور موت خودی سے سہارا بنا تھا۔  
اپنی وفات کے ایام میں ۲۲ لاکھ مربع میل پر حکومت کرتا تھا۔ اس  
کی سعادت گسٹری اور ریل پروردی اور دھارم نواری اور دیناری کا  
درجہ ہمیشہ ہر ایک کے لئے سونپ دیا۔ خود کو گھرانے کی برکت  
اور کشادگی کی پیمائش کہ دنیا کے تین بڑے براعظم اس کے  
زیر نگین تھے۔ اسی قرآن پاک کی تعبیر پر ملے کا نتیجہ تھی "ابجوداقت  
عظیم جلد سوم"۔ ان کا کام پاکستان تھا۔

(۴) نیز اس مضمون میں بعنوان :- "سراہری ملازموں کے لئے حضرت  
عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان" سہارا شکوہ شریف لکھتے  
ہیں :- "انہ کتبہ الی عقالہ ان اہم اُمور کو عندہ العلو  
من عقالہ او عالق علیہ اعطہ بیتہ ومن ضیقہا فہو باس  
مواہا انیہ" (ترجمہ) عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
ہے کہ انہوں نے اپنے تمام سراہی ملازموں کو حکم دیا کہ فیہاری تمام  
زبرداریاں میں سے سب سے بڑی کر میری نظر میں فدا ہے جس کے

اس کی پابندی کی اور دوسروں سے بھی پابندی کوئی اس نے اپنے دین کو بچا لیا اور جس نے ناز کو ضائع کیا اور دوسٹر کا ہوں کو زیادہ خواب کرتا ہوگا :

انجیل : اس فریضے کے پہلی تاریخ ہوگا اسلامی سلطنت کے تمام حکام اپنی سسلیں دھایا کے دین کی حفاظت کے لیے ذمہ دار ہیں۔ لہذا حکومت پاکستان کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسلم ممالک پاکستان کے لئے ناز کو ضروری قرار دے اور اس کے نکل کر کے کو جرم قرار دے۔ وہ عین الاسلام (مستطاب)۔

اس مضمون کے تخریص حضرت نے کیا ہے کہ وزیر اعظم پاکستان کے حق میں دھاکتاریوں کو جس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں حق کیسے کی توفیق دی ہے انہیں اس توفیق کو مل جائے کہ انہیں توفیق ملے۔ آمین یا لا الہ الا انت سبحانک انی اعوذ بک من الهم والحزن

قیام پاکستان کے بعد ہیبت

جمیعت اسلامیہ کی قیادت  
 علمائے اسلام پاکستان کے لئے اور سربراہ شیعہ اسلام علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ علیہ ہے یہی لیکن آپ کی وصیت کے بعد ہیبت کی نظیر کا کام کر رہے ہیں۔ اس کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد جس صاحب تحفہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ علیہ کو وصیت کا مسودہ منتخب کیا گیا آپ نے پوری جاری اور پڑھا ہے کہ یہ کام حضرت مولانا مفتی محمد شفیع

صاحب دلی دارالعلوم ہانگ داڑہ کو یہی خلیفہ حضرت محمد انصاریؒ کے چہرہ  
 کرو یا اور بالآخر خلافت ماحصل سے گزرنے کے بعد مشغول ہو گئے  
 جمیعت علمائے اسلام کے جدید انتظامات کے لئے ملتان میں علمائے  
 ایک کونشن منعقد ہوا جس میں شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد علی صاحب  
 لاہوری کو جمعیت علمائے اسلام کا صدر منتخب کیا گیا اور پھر وہاں تک  
 حضرت جی جمیعت کے صدر منتخب ہوئے اور جب مشغول ہوئے تو ان کے  
 مدارس مفت نہ رہ گئے اور سیاسی بہانوں پر یہ بندی لگا دی گئی تو علمائے  
 کرام نے مذہبی تنظیم کے لئے لکھنؤ، اعلیٰ کے نام سے ایک جماعت  
 قائم کر لی اس کے صدر بھی حضرت شیخ التفسیر صاحب منتخب کئے گئے یہی  
 دوران جب صدر ایوب نے خلافت اسلام عالمی قوانین کا اعلان کیا  
 تو حضرت لاہوری کی قیادت میں علمائے اسلام نے اس کی سخت  
 مخالفت کی۔ اس کے بعد میں نے قتل ہو گیا۔  
 عام بارخ بیرونی دلی دارالعلوم لاہور رکھا گیا جس میں حضرت امیر  
 مولانا لاہوریؒ نے صدر ایوب کے خلاف شریعت اقدامات کے خلاف  
 سخت تقریر فرمائی جس کے نتیجہ میں آپ کو چار ماہ کے لئے شہرہ پور  
 کی حدود میں نظر بند کر دیا گیا۔

حضرت امیر لاہوریؒ قدس سرہ کی قیادت  
 و اہل بیت میں جمیعت علمائے اسلام اور علمائے  
 اعلیٰ نے بہت ترقی کی اور ہر ضلع میں جمیعت کی تنظیمیں قائم ہو گئیں

**برکات امیر**



کی گزشتیں عطا فرمائی تھیں جو آپ کی مبارک سیات میں مشاہدہ کی جاتی رہی ہیں لیکن جیسی کراست سے معنوی کوارت کا درجہ بند ہے کیونکہ جیسی کراست کے مشاہدہ کا درجہ غیر مشرقی لوگوں کے بھی بطور مستند درج فوائد و دست کا محدود رہا ہے۔ لیکن معنوی کراست میں اہل باطل شرک نہیں ہو سکتے اور معنوی کراست دراصل ان مومنہ مسلمات اور صالحین اعمال کو کہتے ہیں جو ایمان و تقویٰ کے برہنہ ہوتے ہیں۔ حضرت دہود علی کی زندگی میں علوم و فنون اور اشراج سنت اور عقائد شریعت کے جوہرے نظر آتے ہیں۔ لیکن حضرت دہود کی کو حق تعالیٰ نے انعامات کے بعد آپس طرح و غریب کراست عطا فرمائی کہ علوم و اعمال قرآنی کی جو خوشبو آپ کے قلب و دماغ کو مسطر کرتی رہی تھی وہ قدرت خداوندی کے تحت جیسی خوشبو میں جلوہ گر ہو گئی اور آپ کی قبر مبارک کی مٹی سے وہ لذتی خوشبو نکلیا ایک مٹی کی گندہ پھلتی رہی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ کا ملکہ و دست

بندہ نے یہاں سے انعامات کے حضرت دہود

الاعلیٰ دار

اور غیبی عین کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے اس سے مقصد صرف یہ تھا کہ حضور رحمت اللعالمین۔ عالم الغیبتین شفیع الزمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درسا و فرمودہ میں رہتی ما انا علیہ و اصحابی اور علیکم سنتی و سنت الیہ

عزاسدی اللہ ہیں کے نسب العیسیٰ کے آئینہ حق نما میں حضرت  
 محمدؐ کی عظیم شخصیت کو دیکھا جائے اور اس طویل نویسی پر یہ  
 خادم اہل سنت کفایت فرما ہے۔

والسلام

خادم اہل سنت مظهر حسین غفرلہ  
 محترمہ سیدہ تقیہ السلام مدلیہ جامع مسجد کراچی  
 ضلع البیم  
 اورنگ آباد

مستوفیٰ ذہابہ حضرت ابیہاتہؑ کی مکتوبہ مبارکہ

کتاب: مکتوبہ حضرت ابیہاتہؑ، ۱۹۵۱ء، مکتوبہ ڈی ایچ اے، لاہور

شعوبہ تعلیم اہل سنت کی مطبوعات

ردیف	موضوع	تعداد صفحات	تعداد جلد	تعداد کتب
۱	کتاب هدایت مذہب و بدعت: مستند حضرت ابی انیسہ رضی اللہ عنہ	۱۰۰	۱	۱
۲	مردودی دستور اور عقائد کی حقیقت: مستفیض لاہور حضرت ابی انیسہ رضی اللہ عنہ	۱۰۰	۱	۱
۳	سوسل طیب	۱۰۰	۱	۱
۴	میر قاسم کی حقیقت: انداز قلم مولانا فیض محمد حسین علی	۱۰۰	۱	۱
۵	کلمہ ہدایہ کی تبدیلی کی خطرناک کارش	۱۰۰	۱	۱
۶	کھنڈ چٹل بنام مردودی صاحب	۱۰۰	۱	۱
۷	شیخ کتاب تجلیات طاقت پر ایک نظر	۱۰۰	۱	۱
۸	یعنی ہمیں کہنی شیخ علیہ السلام کا مردودی کرتے	۱۰۰	۱	۱
۹	بشارت الدارین والصلی علیہ وسلم	۱۰۰	۱	۱
۱۰	علی بن ابی طالب علیہ السلام کی جائزہ (دیکھو مردودیت)	۱۰۰	۱	۱
۱۱	مردودی مذہب	۱۰۰	۱	۱
۱۲	ہم یا تم کیوں نہیں کرتے	۱۰۰	۱	۱
۱۳	مستفیض لاہور کی خدمت میں کی جاتا	۱۰۰	۱	۱
۱۴	یادگار حسین	۱۰۰	۱	۱
۱۵	سستی مذہب حق ہے	۱۰۰	۱	۱
۱۶	حضرت لاہور کی نقوش کے نقاش	۱۰۰	۱	۱
۱۷	عزت محمد اور حضرت مانی	۱۰۰	۱	۱
۱۸	نہم اہل سنت کی دعوت و موقت	۱۰۰	۱	۱

